میری کہانی میری زبانی

ڈاکٹر شاہ شاہد رشید صابری

میری کہانی میری زبانی

ڈاکٹر شاہ شاہد رشید صابری

Designed & Printed by Galaxy Computers, New Delhi # 9968380001

Meri Kahani Meri Zubani

by

Dr. Shah Shahid Rasheed Sabri

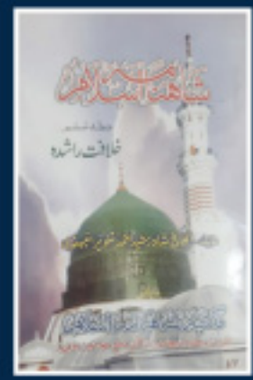

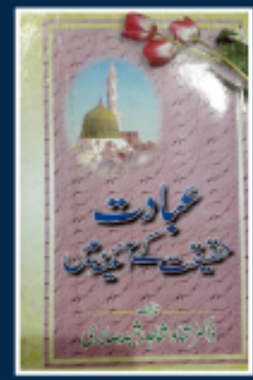

Gulshan-e-Tanveer
Ambehta Peerzadgan, Distt. Saharanpur, U.P.
Mob.: +91 9759192020

میری کھانی
میری زبانی

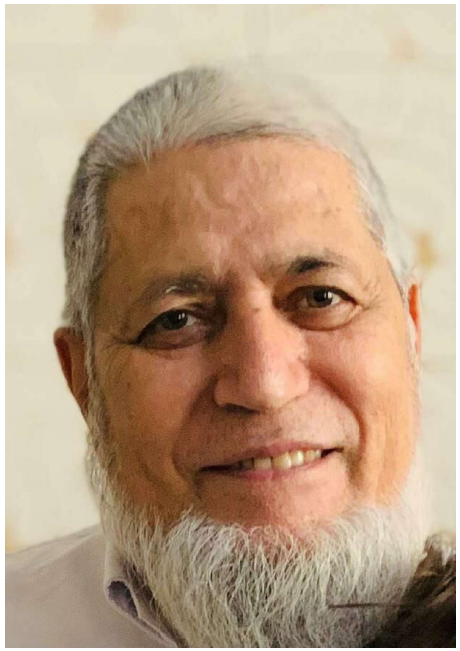

مصنف

ڈاکٹر شاہد رشید صابری

نام کتاب ..... میری کہانی میری زبانی
مصنف ..... ڈاکٹر شاہد رشید صابری
صفحات 102
سن طباعت ..... 17 جولائی 2021
تعداد طباعت 500

کمپیوٹر کتابت: محمد امجد فون;9027128698

ملنے کا پتہ
گلشن تنویر انبہٹہ پیرزادگان ضلع سہارنپور یوپی

9759192020

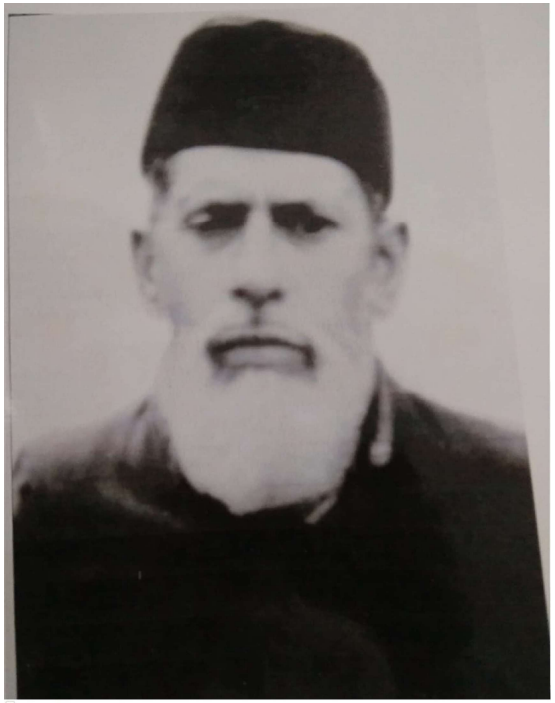

میرے والد مرحوم جناب الحاج شاہ رشید احمد ''تنویر'' صاحب

کسی کے سامنے بڑھتا نہیں دست طلب میرا
گدائی میں بھی میرے دل کی سلطانی نہیں جاتی

تنویر

انتساب

ان شخصیات کے نام:

جنہوں نے میرے بوئے ہوئے بیج کو ایک پھلدار شجر بنانے میں میری بڑی لگن اور اخلاص کے ساتھ مدد کی

جناب نوید مسعود صاحب اور جناب سراج حسین صاحب

.....کے نام.....

جناب نوید مسعود صاحب I.A.S

جناب سراج حسین صاحب I.A.S

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ان حضرات کو صحت کے ساتھ

ہمیشہ خوش رکھے۔آمین

.....اور.....

جناب عابد اللہ غازی صاحب کے نام جن کی مالی امداد سے اس شجر کو سینچا گیا۔

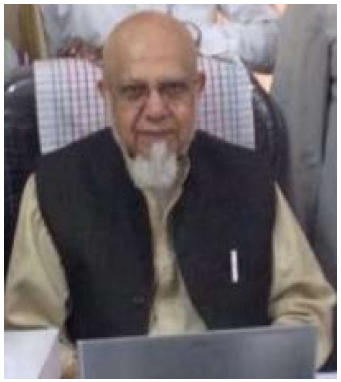

جناب عابداللہ غازی صاحب مرحوم

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔آمین

فہرست

نمبر شمار	عناوین	صفحات
۱	دیباچہ	۷
۲	پہلا باب زندگی	۱۳
۳	دوسرا باب زندگی	۱۷
۴	تیسرا باب دہلی کا سفر	۱۹
۵	چوتھا باب انبہٹہ میں	۲۹
۶	کچھ شخصیات جو کالج میں تشریف لائیں	۵۰
۷	حج کا سفر	۶۹
۸	میرا پیغام قوم کے نام	۸۰
۹	کچھ تصاویر	۸۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

دیباچہ

کافی دن سے سوچ رہا تھا کہ اپنی داستان زندگی اور جدوجہد مسلسل کی کہانی لکھوں اور کہاں سے شروع کروں، مگر گھریلو اور پیشہ ورانا اور تعلیمی مصروفیات کی وجہ سے تاخیر ہوتی رہی، اب میری عمر اکہتر سال کی ہوچکی ہے ہوسکتا ہے کہ جلد ہی موت کا فرشتہ آجائے اور میری داستان زندگی تحریر میں آنے سے رہجائے، پھر سوچتا تھا کہ یہ داستان کہاں سے شروع کروں۔

میں خاندان حضرت شاہ ابوالمعالیؒ سے تعلق رکھتا ہوں سنہ ۱۱۰۰ء میں حضرت شاہ ابوالمعالیؒ انبہٹہ تشریف لائے ان کے تشریف لانے کے بعد یہاں علمی وروحانی شخصیات

کی پیداوار شروع ہوگئی، اس سرزمین نے سینکڑوں ایسی شخصیات کو جنم دیا جن کا نام آج بھی بڑے احترام سے لیا جاتا ہے، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب انبہٹویؒ محدث مظاہر علوم سہارنپور جن کو شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریاؒ کا استاذ ہونے کا شرف حاصل ہے ان کے علاوہ اس بستی نے غازی، مجاہد، سیاستداں پیدا کیے سید شاہ ابوالمعالیؒ کی اولاد میں سے ہی میرے والد مرحوم حاجی شاہ رشید احمد صاحب ''تنویر'' پیدا ہوئے جو قصبہ کے بڑے کاشتکار اور زمین دار تھے مگر آزادی کے بعد زمین دارہ ختم ہونے کے بعد بھی آپ نے پاکستان نہ جانے کا فیصلہ کیا اگرچہ پاکستان سے عزیز و اقارب اور ان کے دوستوں کا اصرار رہا کہ وہ پاکستان آجائیں، مگر انہوں نے انبہٹہ میں ہی رہنے کا فیصلہ کیا اور خدمت خلق کو ترجیح دی، آپ بارہ سال تک قصبہ کے چیئرمین

رہے اور وہ ہندو و مسلمانوں کی پسندیدہ شخصیت تھے۔

ذریعہ آمدنی کوئی نہ ہونے کی وجہ سے کاشت کی جو زمین بچی ہوئی تھی اس کو بیچ کر اپنے گھر کے اخراجات اٹھاتے رہے، آہستہ آہستہ زمین کا خاتمہ ہوگیا اب گھر کے سامان کا نمبر آ گیا مگر کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا، اپنی خودداری کو برقرار رکھا ان کا ایک شعر یاد آتا ہے۔

کسی کے سامنے بڑھتا نہیں دست طلب میرا
گدائی میں بھی میرے دل کی سلطانی نہیں جاتی

تنویر

حضرت حاجی شاہ رشید احمد تنویر نے شاہ نامہ اسلام حصہ پنجم حفیظ جالندھری صاحب کی طرز پر تحریر فرمایا جو بہت مقبول ہوا۔

آخری وقت بڑی کسم پرسی کی حالت میں گذرا آپ

کی چھ اولاد ہیں پانچ صاحبزادے شاہ خالد رشید (مرحوم)، شاہ عابد رشید (مرحوم)، شاہ حامد رشید، شاہ شاہد رشید، اور شاہ راشد رشید (مرحوم) اور مسمات خالدہ رشید (مرحومہ)، ان کی شادی محلّہ مفتی کے معزز سید خاندان میں ڈاکٹر سید محمد طاہر صاحب (مرحوم) سے ہوئی۔

میں انکی پانچویں اولاد ہوں مالی حالات خراب ہونے کی وجہ سے کسی کی بھی تعلیم ان کی زندگی میں مکمل نہ ہوسکی، اور دسمبر 1968ء میں حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے آپ رب حقیقی سے جا ملے؛ **انا للہ و انا الیہ راجعون.**

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ ان کی مغفرت فرمائے، اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

ان کے انتقال کے بعد اہل خانہ پر مصیبتوں کا پہاڑ

ٹوٹ پڑا سب بھائیوں نے اپنی اپنی کوششوں اور جدوجہد سے اپنی تعلیم پوری کی ،اللہ کا شکر ہے کہ اب سب بھائی اپنی زندگی سے مطمئن ہیں۔

میری زندگی بھی بڑی جدوجہد کی گزری اللہ کا شکر ہے کہ اب میں صاحب حیثیت ہوں میرے دو بیٹے شاہ سعد رشید ،اور شاہ اسعد رشید ہیں شاہ سعد رشید نے (M.A.MBA.) کی تعلیم پوری کی اور میرا چھوٹا بیٹا شاہ اسعد رشید جس نے (B.Sc.BUMS) کی تعلیم پوری کی اور اب وہ میرے ساتھ میڈیکل خدمات انجام دے رہا ہے اور کالج میں وہ ڈائریکٹر ہے اور بڑا بیٹا شاہ سعد رشید میرا قائم کردہ ڈگری کالج اور انٹر کالج- تنویر میموریل مڈل اسکول اور مدرسہ اقراء جامعۃ الاسلامیہ کا (Managing. Director) ہے سعد رشید سلمہ کی شادی منصور پور کے ایک معزز سید خاندان میں سیدہ مریم

خاتون سے ہوئی جن کی تعلیم (M.Sc.Bed) ہے ماشاء اللہ وہ بہت خوبصورت وخوب سیرت اور خدمت گزار بہو نہیں بلکہ بیٹی ثابت ہوئی میری دعاء ہے کہ وہ ہمیشہ خوش خرم اور خیر وعافیت سے رہے، آمین

ادارے ماشاء اللہ بڑی خیر وخوبی سے چل رہے ہیں میری دو بیٹیاں صائمہ رشید، اور سعدیہ رشید دونوں بیٹیوں نے ماشاء اللہ اچھی تعلیم حاصل کی بڑی بیٹی نے (B.Sc.M.A.B.Ed) اور چھوٹی بیٹی نے ڈبل ایم ،اے اور بی ایڈ کیا دونوں کی ماشاء اللہ شادیاں ہوچکی ہیں، بڑا داماد سعد وسیم صاحب B.A.L.L.B ہے اور وہ سہارنپور ہی میں (SaleTax) میں practice کررہے ہیں اور چھوٹے داماد محمد عاطف علوی صاحب (SEBI) میں General.Manager ہیں اور ان کا تقرر بمبئی میں ہے دونوں داماد ماشاء اللہ بہت اچھے

خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں، دونوں ماشاء اللہ نیک سیرت اور صوم صلوۃ کے پابند ہیں۔

اب میں اپنی داستان زندگی شروع کرر ہا ہوں جس سے آنے والی نسلیں کچھ سبق حاصل کرسکیں میں اپنی زندگی کے الگ الگ پہلوں کا ذکر کروں گا۔

پہلا باب زندگی

انداز بیاں گرچہ بہت شوق نہیں ہے
شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات
اقبالؔ

یہ باب انبہٹہ سے شروع ہوتا ہے۔

جیسا کہ میں پہلے تحریر کر چکا ہوں کہ والد صاحب قبلہؒ کے مالی حالات بہت کمزور ہو چکے تھے، تمام زمین و جائیداد فروخت ہو چکی تھی ماشاء اللہ قصبہ انبہٹہ کے چیئر مین تھے مگر کوئی ذریعہ آمدنی نہیں تھا، تعلیم حاصل کرنا ہم

سب بھائیوں کے لیے بہت مشکل تھا سب نے اپنے اپنے طریقہ سے جدوجہد کر کے تعلیم پوری کی۔

اسکول کی فیس اور کتابوں کے لیے بھی پیسے نہیں ہوا کرتے تھے۔

میں بھی اپنی کتابوں اور فیس کے لیے مختلف طریقوں سے پیسے فراہم کیا کرتا تھا۔

مجھکو اپنے رشتہ کے تایا جناب حکیم شاہ مقصود احمد صاحب مرحوم کے پاس بیٹھ کر یونانی دوائیوں کی کچھ جانکاری ہو چکی تھی، جو قرب وجوار میں مل جاتی تھیں، جیسے املتاس، کٹیلی، گل نیلوفر، گوکھرو، جو ایک خاردار جھاڑی کا کانٹے دار بیج ہوتا ہے، سپستان، جس کو لھسوڑا بھی کہتے ہیں وغیرہ دوپہر میں جنگل میں جا کر اکھٹا کرتا تھا۔

اور وہ سائیکل پر سہارنپور جو کہ انبہٹہ سے ۲۵ کلومیٹر

کے فاصلہ پر ہے بیچ کر آتا تھا۔

اسی بیچ میں اپنے گھر کی ایک چھوٹی سی دوکان میں پان چھالی بیڑی سگریٹ چائے اور دوسری چھوٹی چھوٹی چیزیں فروخت کیا کرتا تھا۔

جب میں چھٹی جماعت میں آیا اس میں Book Craft کا ایک مضمون تھا ظاہر ہے کہ اس کے لیے پیسوں کی ضرورت ہوتی تھی اس کی کمی میں بچوں کو گلدان چھوٹی اٹیچی اور کتابوں پر جلدیں چڑھا کر پوری کر لیتا تھا۔

میں اس کام میں اتنا ماہر ہو گیا تھا کہ سب بچے اپنا سامان میرے ہی سے بنوایا کرتے تھے اپنا سامان تو بنا ہی لیا کرتا تھا اور کچھ پیسے بھی اکھٹا کر لیا کرتا تھا آٹھویں جماعت تک کا اسکول انبہٹہ میں ہی تھا اسکے بعد آٹھ کلومیٹر دور نکوڑ میں نویں جماعت میں داخلہ لیا ایک

پرانی سائیکل بھی خریدنی پڑی اب روزانہ اس سائیکل پر نکوڑ جانا شروع کر دیا، میرے ساتھ میرے دوست شہزاد عظیم اور محمد ارشد انصاری بھی اپنی اپنی سائیکلوں پر جایا کرتے تھے ہمارا بہت اچھا ساتھ رہا اگر کبھی میری سائیکل خراب ہو جاتی تھی تو وہ بھی میرے ساتھ پیدل ہی انبہٹہ آیا کرتے تھے۔

تعلیم کے ساتھ جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے وہ کام بھی میں کرتا رہا۔

نیلوفر جس کو بھمول بھی کہتے ہیں وہ سڑک کے دونوں طرف جب پانی بھر جاتا ہے اس میں پیدا ہوتا ہے میں ان گڑھوں میں گھس کر نیلوفر اکھٹا کیا کرتا تھا، اس طرح دو سال گذر گئے اور دسویں جماعت وہیں سے پاس کی اب اس کے بعد آگے داخلہ کا مسئلہ تھا والد صاحب نے کہہ دیا کہ اب بس کہیں نوکری کر لو مگر میری خواہش تھی کہ

میں آگے پڑھوں۔

دوسرا باب زندگی

اسی بیچ دسمبر 1968ء میں والد صاحب قبلہ کا بھی انتقال ہوگیا اور مزید پریشانی کا دور شروع ہوگیا مگر میں نے ہمت نہیں ہاری اب آگے گیارہویں میں سہارنپور میں داخلہ لینا تھا اور داخلہ فیس اور کتابوں کا بھی مسئلہ تھا میں نے مئی، جون کی چھٹیوں میں مدرسہ قاسم العلوم انبہٹہ میں نوکری کرلی اسطرح فیس اور کتابوں کا مسئلہ حل ہوگیا اب سہارنپور میں رہنے کا مسئلہ تھا رہنے کے لیے میری بڑی بہن خالدہ رشید مرحومہ اور بہنوئی ڈاکٹر سید محمد طاہر صاحب مرحوم نے ذمہ داری لے لی اور ٹویشن پڑھا کر اپنے اخراجات پورے کرتا رہا 1969ء میں میں نے بارہویں جماعت پاس کرلی (B.Sc) میں داخلہ کا مسئلہ تھا مگر میں نے ہمت نہیں ہاری اور مہاراج سنگھ

ڈگری کالج میں داخلہ لے لیا اور ٹویشن پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھا 1971ء میں B.Sc کی تعلیم پوری کی میرا ارادہ ڈاکٹر بننے کا تھا مگر حالات اتنے کمزور تھے کہ یہ خواہش کو پورا کرنا میرے لیے بہت مشکل تھا اسی بیچ والدہ صاحبہ کے رشتہ کے بھائی مولانا ظفر صاحب مرحوم دہلی سے انبہٹہ تشریف لائے وہ احاطہ جمن بی محلّہ رودگران دہلی میں امام تھے اور فتح پوری مسجد میں درس و تدریس کا کام کیا کرتے تھے۔

انہوں نے میری حوصلہ افزائی کی اور رائے دی کہ تم جامعہ طبیہ دہلی سے B.I.M.S کرلو اور میرے پاس مسجد میں رہنا میرا حوصلہ بڑھا اور میں نے ان کی تجویز مان لی اور دہلی جانے کا پروگرام بنالیا اس وقت میرے پاس صرف ۱۰۰ روپیے تھے والدہ صاحبہ نے کہا کہ وہاں کے اخراجات کیسے پورے کروگے میں نے عرض کیا کہ

اماں آپ فکر نہ کریں اللہ مدد فرمائیگا آپ صرف دعاؤں میں یاد کرتی رہیں ،مجھکو اگر چاندنی چوک میں ہاتھ پر ڈال کر بنیان اور رومال بھی بیچنے پڑے تو بیچوں گا۔

والدہ صاحبہ نے دعا کی کہ اللہ تمہاری مدد فرمائے آمین۔

لیکن حالات ناسازگار ہیں آگے تمہاری مرضی ''اللہ حافظ''۔

تیسرا باب دہلی کا سفر

میں نے اپنا سامان دہلی کے لیے باندھ لیا کچھ پرانے کپڑے اور رضائی وگدہ لیا اور سفر کے لیے روانہ ہوگیا، دہلی میں پہنچنے کے بعد ذریعہ معاش کی جد وجہد شروع کی مولانا ظفر صاحب کی مدد سے کچھ ٹویشن مل گئے اور قصاب پورہ کے مدرسہ میں دو گھنٹے پڑھانے کے لیے رکھ لیا گیا تنخواہ صرف =/60 روپے ماہانہ مقرر ہوئی

قصاب پورہ مدرسہ میری رہائش سے پانچ کلو میٹر دور تھا وہاں پر صبح ہی پیدل جانا پڑتا تھا فجر کی نماز پڑھ کر میں اپنے سفر پر نکل جایا کرتا تھا ناشتہ صبح ایک ہوٹل میں پندرہ پیسے کی ایک چائے اور ایک رس پیس ہوا کرتا تھا۔

وہاں سے دس بجے فارغ ہوکر کالج میں پہنچ جایا کرتا تھا کچھ کتابیں لائبریری سے اور کچھ پرانی کتابیں نئی سڑک دہلی اور جامع مسجد دہلی سے خرید کر لاتا تھا۔

اس وقت کا جامعہ طبیہ اب ہمدرد طبی کالج بلی ماران گلی قاسم جان میں واقع تھا دوپہر کا کھانا صرف پچھتر پیسے میں ہوجایا کرتا تھا دو روٹی اور سالن ،چھٹی کے بعد ٹویشن پڑھا کر مسجد رودگران جہاں پر میرا عارضی مسکن تھا چلا جاتا تھا رات کا کھانا مولانا ظفر صاحب جو میرے رشتہ کے ماموں تھے کے ساتھ ہوتا تھا ایک سال تک یہی

سلسلہ چلتا رہا وہیں پر رہتے ہوئے میں نے (First Professional) امتحان فرسٹ پوزیشن سے پاس کیا۔

اور بیس روپے ماہانہ کالج سے وظیفہ ملنے لگا اس وقت اردو کتابوں کا ملنا بڑا مشکل تھا خاص طور سے (Anatomy) تشریح الاعضاء اور (Physiol ogy) منافع الاعضاء یہ سبھی کتابیں انگریزی میں ہوتی تھیں جس وجہ سے اردو داں طبقہ کو پڑھنے میں دقت ہوتی تھی امتحان کے بعد میں ہوسٹل میں منتقل ہو گیا سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے میرے دماغ میں ایک خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ تشریح الاعضاء پر ایک کتاب اردو میں لکھی جائے ، میں نے اس مشن پر کام شروع کر دیا اور مختلف (Libraries) کا میں ممبر بن گیا ایک امریکن لائبریری منڈی ہاؤس کناٹ پلیس میں تھی جو

میری رہائش سے تقریبا پانچ کلومیٹر دور تھی وہاں سے اور دہلی پبلک لائبریری اور مختلف لائبریریوں سے پیدل جا کر کتابیں اکھٹی کر کے لاتا تھا اور ان کے مطالع کے بعد تشریح الاعضاء اردو میں لکھنی شروع کر دی اور میں نے یہ کام دو ماہ میں پورا کر لیا اور اپنے استاذ محترم جناب علاؤ الدین صاحب اور محترم حکیم جبار صاحب کو یہ مسودہ دکھایا، انہوں نے میری اس کاوش کو پسند فرمایا اور اپنی پسندیدگی کی سند بھی لکھدی جس کو کتاب میں شامل کر دیا گیا، میرے ایک دوست مسرت علی خاں نے میری اس کتاب کے لیے ڈایا گرام بڑی محنت سے بنائے ، اور میری ہم جماعت نعیمہ خاتون اور زاہدہ بیگم نے اس کتاب کی تسوید ثانی میں مدد فرمائی میں ان لوگوں کا نہایت مشکور رہوں، اب اس کے بعد کتاب کی چھپائی کے لیے ایک رقم کی ضرورت تھی، کتاب کا مسودہ حکیم عبد

الحمید صاحب کے پاس محترم مولانا ظفر صاحب کے توسط سے بھجوایا گیا انہوں نے بھی اس کتاب کو پسند فرمایا اور پانچسو روپے انعام کے طور پر عنایت فرمائے اور پانچسو روپے وظیفہ کے طور پر بھارت سرکار سے بھی مل گئے اس طرح میری ہمت بڑھی اور اس کتاب کی کتابت کا کام شروع کر دیا۔

اور شرط یہ رکھی کہ اس کی اجرت کتاب چھپنے کے بعد میں ادا کروں گا وہ اس بات پر راضی ہو گئے اور کتاب کے چھپنے کے آثار دکھائی دینے لگے اور جلد ہی کتاب کے چھپنے کا کام بھی شروع ہو گیا۔

کتاب کے چھپنے سے پہلے کتابت پر نظر ثانی کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے اس کام میں میرے عزیز دوست فاروق الحسن انصاری مرحوم اور محمد طالب صاحب نے مدد کی اور نظر ثانی کا کام پورا ہو گیا اور اس کتاب کا

نام رہبر تشریح: (Anatomy Guide) رکھا گیا اور یہ کتاب چھاپے خانہ پہنچ گئی۔

اسی موضوع پر ہمارے پرنسپل گرودت سنگھ الگ صاحب کی بھی کتاب اردو میں موجود تھی مگر میری کتاب چھپ کر آنے کے بعد میری کتاب کو سب نے بہت پسند کیا۔

اب میرے ساتھیوں نے اور دوسرے طلبہ نے پرنسپل صاحب سے مطالبہ کیا کہ اس کتاب کو جامعہ طبیہ کی لائبریری میں رکھا جائے ،مگر اس تجویز کو انہوں نے رد کر دیا۔

سبھی ساتھیوں نے ان سے اس بات پر اصرار کیا مگر انہوں نے منظور نہیں کیا اب سب طلبہ نے یہ فیصلہ کیا کہ پرنسپل صاحب کی کتاب کو ہم (Library) سے ایشو نہیں کرائیں گے اور صابری صاحب کی کتاب کو ہم خرید

کر پڑھیں گے اور اس بات پر سبھی طلبہ نے عمل بھی کیا۔

اسی بیچ جامعہ طبیہ کے طلبہ نے ایک جلسہ کتاب کی اشاعت کے بعد رکھا اور اسٹاف اور ساتھیوں کو مدعو کیا اور ایک تہنیتی سرٹیفکٹ پرنسپل صاحب کے دست مبارک سے دلوایا گیا اسٹاف کے تمام ممبرس نے کتاب کی تعریف کی مجبوراً پرنسپل صاحب کو بھی کتاب کی پسندیدگی پر کچھ کلمات کہنے پڑے اور انہیں سرٹیفکٹ پر دستخط کرنے پر بھی مجبور ہونا پڑا۔

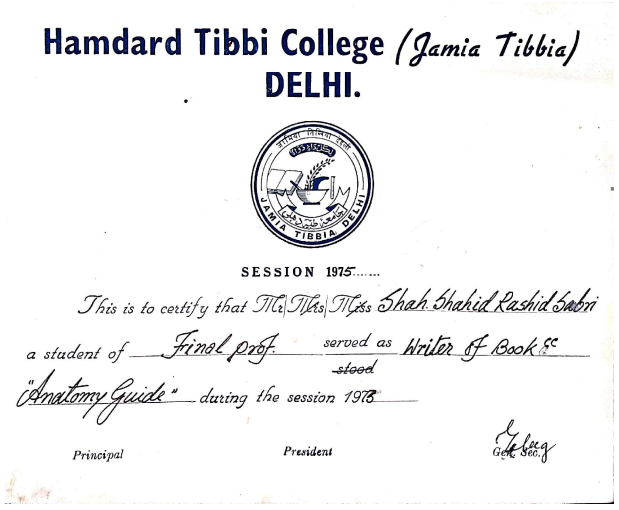

Hamdard Tibbi College (Jamia Tibbia)
DELHI.

SESSION 1975.....

This is to certify that Mr/Mrs/Miss Shah Shahid Rashid Sabri
a student of Final Prof. served as Writer of Book &
~~stood~~
"Anatomy Guide" during the session 1975

Principal President

میرے ساتھی شعیب قاسمی صاحب نے رائے دی کہ اس کتاب پر کسی اخبار میں تبصرہ کرایا جائے اس وقت مولانا وحید الدین خان صاحب مرحوم جو ہفت روزہ جمعیت ٹائمز کے ایڈیٹر تھے ان سے ملا جائے۔

ہم کتاب کو لے کر مولانا وحید الدین خان صاحب سے ملے وہ کتاب کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ آپ نے بہت اچھا کام کیا لوگ تو اپنے ناول لے کر تبصرہ کرانے آجاتے ہیں یہ تو ایک تعمیری کام ہے اس پر میں ضرور تبصرہ کروں گا انہوں نے میری کتاب کو اخبار کا ایک پورا صفحہ دیا اخبار میں پڑھنے کے بعد بمبئی، پٹنہ، علی گڑھ سے بہت سے آرڈر آئے، مالی پریشانی میں کچھ کمی آئی اسی بیچ محترم جناب ضیاء الحسن صاحب کے نام سے بورڈ لگا کر سیلم پور دہلی میں پریکٹس شروع کر دی ایک وقت دو گھنٹہ کے لیے میں بیٹھا کرتا تھا اور دوسرے وقت

میرا ایک دوست عبدالودود بیٹھا کرتا تھا اور اب میں نے مدرسہ قصاب پورہ کی نوکری چھوڑ دی۔

بڑی جدوجہد کے بعد ہوسٹل میں جگہ ملی کیونکہ پرنسپل صاحب میری کتاب آنے کے بعد مجھ سے ناراض رہنے لگے کیونکہ ان کی کتاب طلبہ میں ناپسندیدہ ہوگئی وہ مجھ سے اختلاف رکھتے تھے ہوسٹل میں میرا رہنا ان کو ناگوار تھا مگر کالج کی منتظمہ کمیٹی کی مداخلت کے بعد وہ مجبوری میں ہوسٹل دینے کے لیے تیار ہوئے اسی جدوجہد میں (2nd Professional) بھی پورا ہوگیا Practical.Exam میں Internal کے طور پر پرنسپل صاحب (Practical) لینے کے لیے گئے پاس ہونے کے لیے کم سے کم پچاس فی صد نمبر حاصل کرنے ہوتے تھے جو کمزور سے کمزور طالب علم بھی لے آتا تھا مجھ کو انہوں نے پچاس نمبر ہی دلوائے کیونکہ ان کی

منشا تھی کہ میں (1st Position) نہ لاسکوں خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ میں نے تحریری امتحان میں 80 فی صد نمبر لاکر پھر اپنی پوزیشن بحال کرلی۔

مالی اعتبار سے میں اب اس قابل ہوگیا کہ فیس ادا کرسکوں اور دسرے اخراجات بھی پورے کرسکوں مگر ابھی ایسی پوزیشن میں نہیں ہوا کہ اپنے نئے کپڑے بنا سکوں میں اتوار کے روز جامعہ مسجد کے بازار میں جاکر پرانے کپڑے خرید کر ان کو دوبارہ سلوایا کرتا تھا (3rd Professional) میں پڑھائی اور (Hospital duty) پوری توجہ دی گئی ہماری ڈیوٹی ہندو راؤ ہوسپٹل میں لگا کرتی تھی میں نے وہاں پر بھی اپنی جگہ بنالی اور وہاں کے ڈاکٹروں سے اچھے تعلقات بنالیے اب وہ مجھ پر زیادہ توجہ دینے لگے اور ہر شعبے (Department) میں مجھکو مریض دیکھنے اور سمجھنے کا

موقع ملا وہیں پر میں نے بواسیر کے انجکشن لگانے کا کام سیکھا اللہ اللہ کر کے یہ سال بھی خیر وخوبی سے نکل گیا اور امتحان میں اپنی پرانی پوزیشن حاصل کرنے میں کامیاب رہا۔

اب گھر واپسی کا وقت آ گیا مجھ کو جامعہ طبیہ میں وہیں پر (Lectureship) کی پیشکش ہوئی مگر میں نے اس کو قبول نہیں کیا کیونکہ میں اپنے قصبہ ہی کے لوگوں کی خدمت کرنے کی خواہش رکھتا تھا فارغ ہونے کے بعد میں نے اپنا بوریا بستر اٹھایا اور گھر واپس آ گیا۔

چوتھا باب انبہٹہ میں

انبہٹہ میں آنے کے بعد میرے پاس دواؤں کے خریدنے اور فرنیچر خریدنے کے پیسے نہیں تھے ادھار لے کر یہ کام پورا کیا اسی بیچ بھارت سرکار کے یونانی شعبہ میں (Asstt.Research officer) کی جگہ نکلی

میں نے سوچا کہ تھوڑے دن نوکری کر کے پیسے اکھٹے کر لیے جائیں۔

ان دنوں رشید مسعود صاحب مرحوم ہمارے علاقہ کے M.P تھے اور وکیل لین دہلی میں رہتے تھے میں نے راشد انصاری مرحوم کے ساتھ ان سے ملنے کا پروگرام بنایا اور دہلی جا کر ان سے ملاقات کی اور اس جگہ کے لیے سفارش کرنے کی گزارش کی مگر ناکامی ہوئی اور جواب دیا کہ ایک لڑکا اور تمہارے سے زیادہ مستحق ہے میں اس کی سفارش کروں گا میں مایوس ہو کر انبہٹہ آ گیا۔

اللہ کا شکر ہے کہ والد صاحب محترم حاجی شاہ رشید احمد تنویرؔ مرحومؒ کی قربانیاں کام آئیں اور قصبہ اور دیہات میں یہ شہرت ہوگئی کہ حاجی جی کا لڑکا ڈاکٹری پڑھ کر آیا ہے مریض پہلے ہی دن سے آنے شروع ہوگئے اور میں ایک کامیاب طبیب مشہور ہوگیا اور میری

(Practice) میں چار چاند لگ گئے اب میرے سامنے دو مسئلہ تھے ایک میری شادی اور دوسرا نیا گھر بنانا 1976ء میں میں نے (Practice) شروع کی اور 1982ء تک میں نے دونوں مقصد پورے کر لیے میری شادی 16 اکتوبر 1982ء کو سہارنپور کے ایک معزز گھرانے میں ہوئی۔

شادی کے بعد میں نے قصبہ اور قرب وجوار کے دیہات میں ناخوانگی ہٹاؤ تحریک شروع کی صبح کی نماز کے بعد دیہات میں لوگوں کو تعلیم کی طرف متوجہ ہونے کی دعوت دیا کرتا اور شام کو قصبہ کی مسجدوں میں جا کر لوگوں کو تعلیم کی طرف رغبت دلانے کا کام بھی شروع کر دیا۔

کیونکہ میرا مقصد تھا کہ جو مصیبتیں تعلیم کے بارے میں میں نے اٹھائی وہ آنے والی نسلوں کو نہ اٹھانی پڑیں اور اسی سلسلہ میں میں نے اپنے جد امجد کی درگاہ خانقاہ

شریف میں ایک چھوٹا سا اسکول قائم کر دیا جس میں ہندی انگریزی اردو کیساتھ ساتھ قرآن شریف کی تعلیم کا بھی سلسلہ جاری کر دیا۔

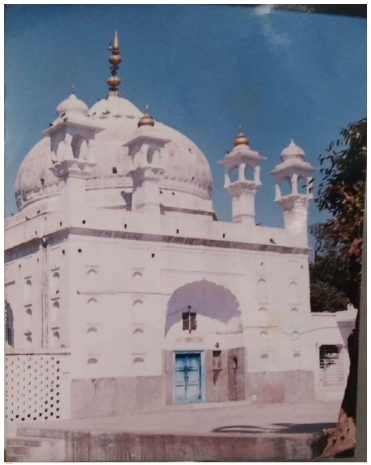

کچھ لوگوں کو یہ پسند نہ آیا اور میرے راستہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنی شروع کر دیں اور اس اسکول کو بند کرانے کی پوری کوشش کرنے لگے ہر طرح کی رکاوٹیں پیدا کرنی شروع کر دیں اسکول میں ہر طرح کا نقصان

کرنے لگے کبھی تالے توڑ کر فرنیچر کو نقصان پہنچاتے کبھی اسکول میں گندگی پھیلاتے ،اور دیواریں توڑتے غرض جہاں تک بھی ان سے رکاوٹیں پیدا ہوسکتی تھیں وہ کیں مگر میں پھر بھی ان کی ان حرکتوں سے نہیں گھبرایا۔

رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہوگئیں

غالبؔ

اللہ کا شکر ہے کہ میرے قدم آگے ہی بڑھتے رہے 1995ء تک ہمارے اسکول کو پانچویں جماعت تک بھی منظوری نہیں تھی ابھی تک ہم اپنے بچوں کا دوسرے اسکولوں سے (Adjustment) کراتے رہے اوراسی طرح میں (High School) تک (Adjustment) سے چلاتا رہا 1995ء میں میں نے آگے بڑھنے کے لیے کچھ لوگوں سے رابطہ قائم

کیا سب سے پہلے میں شاہد صدیقی صاحب ایڈیٹر نئی دنیا دہلی سے ملا انہوں نے میری حوصلہ افزائی فرمائی اور مجھ کو صلاح دی کہ آپ مولانا آزاد فاؤنڈیشن سے فنڈ حاصل کریں۔

اس کے لیے آپ سیتارام کیسری صاحب جو کانگریس کے صدر اوراقلیتی فلاح و بہبود کے وزیر بھی تھے ، سے ملاقات کریں اسی وقت شاہد صاحب نے کیسری صاحب کوفون کیا اوراگلے دن صبح نو بجے ملاقات کا وقت مقرر کردیا۔

میں صبح کو مولانا بہار احمد صاحب جو میرے دوست تھے اورمیرے ساڈھو عطاء الرحمان صاحب مرحوم اور بھائی خوشنود احمد صاحب کے ساتھ پرانے قلعہ روڑ پر جہاں پر کیسری صاحب کی کوٹھی تھی پہنچ گئے پہنچنے کے بعد معلوم ہوا کہ آج تو وہ بیمار ہیں سب کے

Appointment کینسل ہو گئے ہیں۔

میں نے ان کے P.A سے درخواست کی کہ میں بہت دور سے آیا ہوں اور شاہد صدیقی صاحب نے وقت دلوایا تھا آپ برائے مہربانی ان سے کہدیں کہ ڈاکٹر شاہد آپ سے ملاقات کرنے کے لیے آئے ہیں جن کو آپ نے کل وقت دیا تھا۔

بڑی مشکل سے وہ میری بات مانے اور وہ میرا شناختی کارڈ لے کر اندر گئے کیسری صاحب نے ملنے کی اجازت دیدی اور کہا کہ ان کو اور ان کے ساتھیوں کو اندر بیٹھالیں۔

کچھ انتظار کے بعد انہوں نے اندر آنے کی اجازت دی ان کے P.A نے کہا کہ آپ کو صرف پانچ منٹ کا وقت دیا گیا ہے۔

کیسری صاحب اپنے کمرہ میں لحاف اوڑھے ہوئے لیٹے تھے اور ڈاکٹر ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا انہوں نے

اپنے برابر میں ایک کرسی بچھوالی اور مجھ سے پوچھا بتایئے کہ آپ کو کیا کام ہے میں نے ان کو پوری داستاں سنائی کہ میرے پاس اسکول کو منظور کرانے کے لیے بلڈنگ نہیں اور بلڈنگ بنانے کے لیے رقم درکار ہے جس کی وجہ سے میرے اسکول کو آج تک منظوری نہیں ملی اگر آپ مولانا آزاد فاؤنڈیشن سے کچھ امداد کردیں تو میرے اسکول کو منظوری مل جائیگی۔

انہوں نے میری بات غور سے سنی اور مجھ کو باتیں کرنے کے لیے مزید وقت دیدیا اور مسلمانوں کے حالات پر آدھا گھنٹہ تک بات کرتے رہے۔

جایئے آپ کا کام ہوجائیگا اتنی دیر گفتگو کرنے سے میں ان سے بے تکلف ہوگیا تھا میں نے عرض کیا جناب مسلمانوں کی فائلیں دفتروں میں جاکر رک جاتی ہیں، وہ ہنس نے لگے اور کہا کہ آپ کی فائل نہیں رکے گی۔

آپ جا کر اپنی فائل میرے سکریٹری کو دیدیں تبھی انہوں نے سکریٹری کو فون بھی کر دیا میں نے شکریہ ادا کر کے ان سے اجازت لی اور فائل جا کر شاستری بھون میں ان کے سکریٹری صاحب کو دیدی اتفاق سے وہ مسلمان تھے ان کا نام ذہن سے اتر گیا انہوں نے فائل لینے کے بعد رائے دی کہ آپ اسی بلڈنگ میں نوید مسعود صاحب سے مل لیں وہ آپکی زیادہ مدد کر سکیں گے میں ان کے حوالہ سے نوید مسعود صاحب سے ملا جو ان دنوں H.R.D.Ministry میں تھے انہوں نے اپنے پاس بچھے ہوئے سوفہ پر مجھ کو اور ساتھیوں کو بٹھالیا کچھ دیر بعد وہ اپنا کام پورا کرنے کے بعد سیٹ سے اٹھ کر ہمارے پاس آکر بیٹھ گئے اور بڑی شفقت سے آنے کا مقصد پوچھا میں نے اپنی پوری داستاں سنائی کہنے لگے اگر آپ پہلے سے میرے سے وقت لے لیتے تو میں آپ کو زیادہ

وقت دیدیتا لیکن جتنی بھی مجھ سے مدد ہو سکے گی میں مدد کروں گا انہوں نے H.R.D کی جو اسکیمیں تھیں اس کا کتابچہ اور فارم منگوا کر مجھ کو دیدیا۔

رائے دی کہ آپ I.D.B. سے اور کوشش کریں اس کے لیے آپکو F.C.R.A کا Registration کرانا پڑے گا اس میں جتنی مدد ہو سکے گی میں کروں گا۔

اور رہا آپ کے اداروں کی منظوری کا سوال اس کے لیے بھی میں لکھنؤ میں متعلقہ سکریٹری کو ایک خط لکھدیتا ہوں آپ جا کر ان سے مل لیں ان شاء اللہ آپ کا کام ہو جائیگا نوید مسعود صاحب پہلی ملاقات میں ہی اتنے متأثر ہو گئے تھے کہ انہوں نے اپنے خط میں لکھنؤ میں سکریٹری صاحب کو لکھا کہ یہ ایک عام آدمی نہیں ہیں ان کی مدد آپ ضرور فرمائیں۔

اور لکھنؤ جا کر سراج صاحب سے بھی آپ مل لیں

لکھنؤ پہنچ کر میں متعلقہ سکریٹری صاحب سے بھی ملا اور محترم سراج صاحب سے بھی ملاقات ہوئی وہ اس وقت پروڈھ شکشا کے سکریٹری تھے میں نوید صاحب کے ریفرینس سے ان سے ملا، سراج صاحب نے ماجد صاحب I.A.S جو گورنر ہاؤس میں سکریٹری تھے ان کو فون کیا اور ان سے میری مدد کرنے کی سفارش کی کیونکہ اس وقت یوپی میں گورنر راج تھا سبھی کوششوں سے مجھ کو میڈل کلاسز تک کی اور بعد میں ہائی اسکول کی منظوری مل گئی دہلی کے سفر کے دوران Minority Commission کے چیئرمین طاہر محمود صاحب سے بھی ملاقات ہوئی جن کا تعلق انبہٹہ کے عظیمیہ خاندان سے ہے اسوقت انکا دفتر خان مارکیٹ میں تھا ان سے میں نے اپنے موضوعات پر بات کی انہوں نے معذرت کرلی اور فرمایا کہ ہمارا کام تو صرف سفارش کرنا ہے باقی

ہمارے ہاتھ میں کچھ نہیں طاہر صاحب کی تعلق انبہٹہ سے تھا ان کے والد انبہٹہ کے ہی رہنے والے تھے انہوں نے مجھ سے اپنے شجرہ کی فرمائش کی جو میرے بھائی شاہ عابد رشید صاحب نے لکھا تھا، شجرہ میں نے انکو بذریعہ ڈاک پہنچادیا۔

نوید مسعود صاحب کی کوششوں سے F.C.R.A. کا Registration مل گیا اور میں نے یوپی میں اقلیتی فلاح وبہبودگی کی وزارت کے ذریعہ سے H.R.D میں بھی درخواست دیدی۔

مولانا آزاد فاؤنڈیشن کے اسوقت صدر محترم سید حامد صاحب I,A.S تھے نوید مسعود صاحب اس سلسلہ میں سید صاحب سے بھی ملتے رہے اللہ کا کرنا ہوا کہ مجھ کو مولانا آزاد فاؤنڈیشن سے پندرہ لاکھ روپے کی گرانٹ مل گئی میں نے اس رقم سے نئی عمارت پر کام شروع

کر دیا جلد ہی حضرت میراں بھیک اقراء پبلک اسکول کی عمارت تیار ہوگئی اور وہاں پر ہائی اسکول کی کلاسز شروع ہوگئیں اس کے بعد میں نے انٹرمیڈیٹ کی منظوری کی بھی کوشش کرنی شروع کر دی اس سلسلہ میں سراج حسین صاحب نے کافی مدد کی اور 2000ء میں انٹر کی Art Side سے منظوری بھی مل گئی جس جگہ پر انٹرمیڈیٹ کی بلڈنگ بنی وہ جگہ کبھی ہماری ہی تھی مجھکو یہ زمین خریدنی پڑی۔

میری کوششیں لگاتار جاری رہیں اور مین نے انٹرمیڈیٹ Science group کی بھی کوشش شروع کر دی اس وقت یوپی میں بی جے پی کی سرکار بن گئی تھی اور نیپال سنگھ جی وزیر تعلیم تھے میں نے اپنے ایک دوست تیلورام جی سے مدد کرنے کو کہا جو اسوقت بھارتیہ کسان یونین کے صدر تھے۔

ان کے ساتھ میں لکھنؤ گیا اور نیپال سنگھ سے انکی کوٹھی پر ملا انہوں نے یقین دلایا کہ آپ کا کام ہوجائیگا اور 2001ء میں Science group کی انٹر کی منظوری بھی مل گئی۔

F.C.R.A کا Registration ملنے کے بعد میں نے I.D.B میں بھی درخواست ڈالدی اور مسلسل آٹھ سال تک کوشش کرتا رہا مگر اس جدوجہد کے بعد بھی کوئی کامیابی نہیں ملی اسی بیچ میری H.R.D Ministry کی فائل بھی سراج صاحب کے توسط سے لکھنؤ سے دہلی پہنچ گئی جو اس وقت اقلیتی وفلاح و بہبود کے (Secretary) تھے۔

میں دہلی میں بھی سراج صاحب اور نوید صاحب سے کوشش کراتا رہا 2005ء میں وہ فائل بھی منظور ہوگئی اور سماج کلیان وبھاگ کو عمارت بنانے کا کام مل

گیا اور 2010ء میں عمارت بن کر تیار ہوگئی دونو کالجوں کے لیے مجھ کو زمین خریدنی پڑی اور اس کے لیے مجھ کو اپنے دو باغوں کو فروخت کرنا پڑا اور مکان بھی بینک میں گروی رکھنا پڑا T.G.T کالج کی زمین اتفاق سے وہی زمین تھی جہاں سے میں بچپن میں گوکھرو اور کٹھلی کو اکھٹا کیا کرتا تھا اس وقت یہ کیا پتہ تھا کہ اس زمین پر ایک دن میں ایک عظیم الشان کالج بنواؤں گا۔

کالج کی عمارت بننے کے بعد 2011ء میں B.A. کی منظوری مل گئی جدوجہد مسلسل رہی اور 2014ء میں

B.Ed کی منظوری بھی مل گئی ان دونوں کورسز کی منظوری دلانے میں میرے دو محسنوں سراج حسین صاحب اور نوید مسعود صاحب کا بہت بڑا ہاتھ رہا اسی بیچ میں نے Maulana Azad Urdu University کا Study cantre بھی لے لیا ان دونوں محسنین کی بدولت اس منزل تک پہنچا خدا کا شکر ہے کہ سبھی ادارے خیر وخوبی کے سات چل رہے ہیں۔

اس موقع پر میں منصور علی خانصاحب مرحوم جو ہمارے علاقہ سے M.P تھے 2001ء میں کالج میں تشریف لائے میں نے ان کو سپاس نامہ پیش کیا۔

ڈاکٹر شاہد رشید صابری، منصور علی خان صاحب M.P کو سپاس نامہ پیش کرتے ہوئے

منصور علی خانصاحب نے کالج کی تعریف کی اورانتظامیہ کومبارکباد دی اپنی تقریر میں انہوں نے فرمایا کہ یہ ادارہ ڈاکٹر شاہد صاحب کی تنہامحنتوں کا نتیجہ ہے ڈاکٹر صاحب وہ شخصیت ہیں جن کی تعریف دہلی میں بھی ہوتی ہے اس موقع پر انہوں نے کالج میں ایک کمرہ بنوانے کا وعدہ کیا اور میں شاہد صدیقی صاحب کو بھی نہیں بھول سکتا جنہوں نے M.P فنڈ سے حضرت میراں بھیک اقراء انٹر کالج میں ایک کمرہ بنوایا میں ان دونوں کا مشکور رہوں گا خدا سے دعاء ہے وہ منصور علی خانصاحب کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اورشاہد صدیقی صاحب کوصحت کے ساتھ خوش رکھے۔

میری عزم جستجو اور حوصلوں کے سامنے
حادثات زندگی کو سر جھکا لینا پڑا

الحاج تنویر

میں محترم جناب عابداللہ غازی صاحب مرحوم اوران کی اہلیہ تسنیمہ غازی کو بھی نہیں بھول سکتا جوان کوششوں میں میری مالی امداد کرتے رہے اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ غازی صاحب کو جنت الفروس میں جگہ عطا فرمائے اورمحترمہ تسنیمہ غازی صاحبہ کوصحت کے سات خوش رکھے ان دونوں کی کوششوں اورامداد پر میں ایک Charity trust چلا رہا ہوں جس سے بہت سی بیواؤں اور یتیموں اورمعذوروں اورغریب لڑکیوں کی شادی کے لیے امداد دی جاتی ہے میں نے اپنی اولاد کوایک وصیت نامہ کے ذریعہ کالج کی آمدنی سے دس فیصد غریب بیواؤں، یتیم بچوں اورمعذوروں کے لیے مختص کیے ہیں جس فنڈ سے غریب طالب علموں کی مدد بھی شامل ہے اللہ ان کو اس وصیت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

درجہ ایک سے درجہ آٹھ تک کسی بچہ سے فیس نہیں لی

جاتی اوران کو ہندی انگریزی ،اردو اورقرآن شریف کی تعلیم بھی دی جاتی ہے اورنمازوں کومطلب ومعنوں کے ساتھ یاد کرایاجاتاہے اس کے لیے میں نے نماز کی کتاب کو ہندی اوراردو میں بمع لفظی ترجمہ کے تحریر کی ہے جس سے بچوں کونماز بامعنی سمجھنے میں آسانی ہوجاتی ہے ،اللہ اس مشن کوآگے بڑھانے کی توفیق عطافرمائے آمین

اورقرآن شریف بھی لفظی ترجمہ کے ساتھ پڑھنے اور پڑھانے کی توفیق عطافرمائے۔

ان سب مصروفیات کے ہوتے ہوئے میں دینی کتابوں کے پڑھنے کاوقت بھی نکال لیتاتھا۔

اپنے لگائے ہوئے باغات کی بھی دیکھ بھال کرتارہاجوبعدمیں فروخت ہوگئے۔

اپنے مطالع سے فائدہ اٹھاکرمیں نے کچھ کتابیں بھی

تحریرکردیں۔

(۱)عبادت حقیت کے آئینہ میں۔

جس میں عبادات کے مقصد سے گفتگو کی گئی ہے، عبادت کے معنی کچھ رٹے رٹائے الفاظ کے تکرار کانام نہیں ہے بلکہ اس کی روح کوسمجھنے کی ضرورت ہے۔

(۲)قرآن اورسائنس کی دنیا۔

اس میں بہت سی نئی نئی معلومات کا اضافہ کیاگیاجو قرآن شریف کی آیتوں کے مطابق ہیں۔

(۳)تیسری کتاب اردواورہندی میں نماز کے اوپر لکھی گئی جس میں نماز میں پڑھی جانے والی خاص خاص سورتوں کالفظی ترجمہ لکھاگیاہے اس کتاب کو میں نے اسکول کے طلبہ کے لیےلکھاہے جس سے وہ نمازکوبچپن سے ہی سمجھ کر پڑھیں رٹے رٹائے الفاظ ہی زندگی بھرنہ دہراتے رہیں۔

اپنی زندگی کی پوری داستان لکھنے کا میرا مقصد یہ ہے کہ انسان پر کتنی بھی مشکلیں آئیں اور لوگ کتنے ہی روڑے اٹکائیں مگر آدمی کو ہمت نہیں ہارنی چاہیے جو خدا پر بھروسہ کر کے کوششیں کرتا رہے گا تو اللہ کی مدد اور نصرت اس کو ضرور حاصل ہوگی، آدمی کوشش کرتا رہے اور اللہ پر بھروسہ رکھے تو ان شاء اللہ کامیابی اس کے قدم چومے گی۔

دعاء بھی صرف عزائم کا ساتھ دیتی ہے
دوائے درد بھی ڈھونڈو فقط دعاء نہ کرو

اقبال عظیم انبھٹوی

مگر افسوس اس جد وجہد میں مقامی لوگوں کا کسی بھی طرح کا تعاون میں حاصل نہ کر سکا، شاید مجھ میں وہ صفت ہی نہیں تھی کہ میں مقامی لوگوں کو ساتھ لیکر چلتا میں اس بارے میں اپنے آپ کو ہی قصوروار سمجھتا ہوں جب

کہ میرے محسنین نے میری نصرت بھی فرمائی اور حوصلہ افزائی بھی کی۔

اخیر میں میں اپنے محسنین کے تأثرات بھی تحریر کر رہا ہوں جن کو اگر آج بھی میں کسی کام کے لیے کہہ دیتا ہوں تو وہ میری مدد کرنے کو تیار رہتے ہیں اللہ سے دعا ہے کہ وہ ان کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز کرے، آمین

کچھ شخصیات جو کالج میں تشریف لائیں

1999ء میں مولانا وحید الدین خانصاحب بھی تشریف لائے اور کالج کا معائنہ فرمایا اور بڑی خوشی کا اظہار فرمایا ایک رات ان کی میری قیام گاہ پر گزری۔

صبح کو وہ میرے ساتھ میرے لگائے ہوئے باغ میں بھی تشریف لے گئے اور لطف اندوز ہوئے دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد وہ دہلی کے لیے روانہ ہو گئے۔

ان سے میرے تعلق 1972ء سے تھے میرا تذکرہ انہوں نے بہت سی کتابوں میں بھی کیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ ان کی مغفرت فرمائے ،آمین (ان کی عمر 95 سال کی ہوئی)

1992ء میں میں نے سید شہاب الدین صاحب کو بھی انبہٹہ بلایا اور ایک چھوٹا سا جلسہ خانقاہ شریف کے اسکول میں رکھا میں نے اپنی استقبالیہ تقریر میں بابری مسجد کی شہادت کے بعد دہلی میں ان کے ایک عظیم الشان جلسہ کا بھی تذکرہ کیا اور اس کی مبارک باد دی اور تجویز رکھی کہ آپ اپنی انصاف پارٹی میں دلتوں، پچھڑوں کو بھی شامل کریں کیونکہ وہ بھی ہماری طرح پسماندہ اور مظلوم ہیں، ہو سکے تو آپ بہوجن سماج پارٹی سے اتحاد کر لیں اور کچھ دن پیچھے کی سیٹ پر بیٹھنا گوارہ کر لیں تو یہ بہتر ہوگا سید صاحب نے جوابی تقریر میں فرمایا کہ آگے کی

سیٹ پر تو میں ہی بیٹھوں گا پھر اپنی غلطی کا احساس ہوا اور فرمایا کہ آگے کی سیٹ پر تو ہم ہی بیٹھیں گے پھر اسکے بعد ایک لمبی تقریر کی اور وہ رات کو ہی انبہٹہ سے روانہ ہو گئے۔

ان کے جانے کے بعد میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ کاشی رام صاحب اور سید صاحب کی ایک میٹنگ دہلی میں رکھوادی جائے اس سلسلہ میں میں نے دہلی جانے کا فیصلہ کیا۔

دہلی میں ساؤتھ ایوینیو میں شام پانچ بجے کاشی رام صاحب سے ملاقات ہوئی وہ جب ہی ایک سفر سے آئے تھے ان سے بھی اقلیتوں اور دلتوں اور پچھڑو کے اتحاد پر کافی لمبی بات ہوئی اور گفتگو کے دوران سید شہاب الدین صاحب سے ملاقات کروانے کی خواہش ظاہر کی مگر وہ راضی نہ ہوئے اور کہنے لگے کہ ایسے لیڈروں کو

تو میں چمٹی سے بھی چھونا پسند نہیں کرتا اس ملاقات میں میرے ساتھ میرے بھانجے ندیم الرحمٰن صاحب ساتھ تھے اور اس ناکام گفتگو کے بعد ان سے رخصت لی اور واپس آ گئے۔

اسی بیچ شیخ منیر ناظر انصاری اور شیخ نذیر حسن انصاری فلسطین سے دہلی آئے ہوئے تھے وہ انبہٹہ تشریف لائے رمضان شریف کا مہینہ تھا میں نے خانقاہ شریف میں افطار پارٹی کا انتظام کیا اور قصبہ کے سبھی معزز آدمیوں کو

مدعو کیا وہ انبہٹہ آ کر بہت خوش ہوئے کیونکہ انبہٹہ ان کے آباؤ اجداد کا وطن ہے

2000ء میں سراج حسین صاحب I.A.S کالج میں تشریف لائے اور معائنہ فرمایا اور بہت خوش ہوئے اور شام کی چائے میرے گھر پر نوش فرمائی پھر وہ اس کے بعد گنگوہ قاضی رشید مسعود صاحب سے ملنے چلے گئے گنگوہ سے لوٹتے ہوئے پھر وہ انبہٹہ تشریف لائے اس دوران ان سے مختصر سی گفتگو ہوئی جس میں انہوں نے قاضی رشید مسعود صاحب سے میرے بارے میں گفتگو کی رشید صاحب نے تعریف کی کہ وہ واقعی اچھے کام کر رہے ہیں تو سراج صاحب نے فرمایا کہ پھر آپ ان کی مدد کیوں نہیں کرتے یہ سن کو وہ خاموش ہو گئے اس کا ذکر مجھ سے سراج صاحب نے خود کیا تھا۔

ادرا کے بارے میں کچھ محسنین نے اپنے

پیغامات بھی بھیجے ان کو بھی میں اپنی اس کتاب میں شامل کر رہا ہوں۔

سراج حسین صاحب، ڈاکٹر شاہد رشید صابری کے ساتھ انبہٹہ میں

JAMIA HAMDARD
(HAMDARD UNIVERSITY)

HAMDARD NAGAR
NEW DELHI - 110062

SIRAJ HUSSAIN
I.A.S.
Vice-Chancellor

TO WHOMSOEVER IT MAY CONCERN

This testimonial is regarding the credentials of Hazrat Meeran Bheek 'IQRA" Inter College , Ambehta (Peer) District, Saharanpur which has been established by 'Iqra' Indian Educational Society (Regd.), Ambehta, District-Saharanpur. This Inter College has been in existence for the last three years and it has made a name for itself in this brief period for providing quality education to educationally backward muslim community. This Institution is providing them modern education in a disciplined manner.

This Institution has also been funded by Maulana Azad Education Foundation, an organisation established by the Ministry of Social Justice & Empowerment, Government of India.

The General Secretary of the Society Dr.Shahid Rasheed Sabri has devoted his time, energy and savings for the establishment of this Institution.

This Institution deserves assistance from all Philanthropists, Government agencies and charity minded citizens.

(Siraj Hussain)

۱۵. ۱۵. ۲۰۰۱

سراج حسین صاحب I.A.S کا تہنیتی پیغام

سراج حسین صاحب Vice chancellor جامعہ ہمدرد دہلی اپنے نیک خواہشاتی پیغام میں لکھتے ہیں کہ حضرت میراں بھیک اقراء انٹر کالج انبہٹہ پیر ضلع سہارنپور میں اقراء انڈین ایجوکیشنل سوسائٹی کے زیر اہتمام پچھلے تین سالوں سے چل رہا ہے اتنے کم وقت

میں یہ ادارہ پسماندہ مسلم قوم کو ایک معیاری تعلیم Diciplined طریقہ سے انجام دے رہا ہے اس ادارہ کو مولانا آزاد Education Foundation جو کہ بھارت سرکار کی Ministry of Social justice and impowerment کے ذریعہ قیام کردہ ادارہ سے امداد حاصل ہوئی ہے اس ادارہ کے جنرل سکریٹری ڈاکٹر شاہ شاہد رشید صابری نے اپنے وقت اور اپنی ذاتی آمدنی سے اس ادارہ کو پروان چڑھایا ہے یہ ادارہ سبھی معاشرتی بہبود کا کام کرنے والے اور سرکاری اداروں اور عوام کے مخیّر حضرات کی امداد کا مستحق ہے

(سراج حسین I.A.S) 2001-10-10

سید حامد صاحب کا تہنیتی پیغام

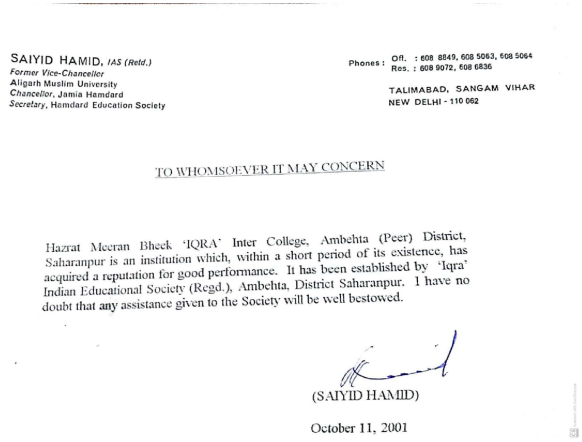

SAIYID HAMID, IAS (Retd.)
Former Vice-Chancellor
Aligarh Muslim University
Chancellor, Jamia Hamdard
Secretary, Hamdard Education Society

Phones: Off. : 608 8849, 608 5063, 608 5064
Res. : 608 9072, 608 6836

TALIMABAD, SANGAM VIHAR
NEW DELHI - 110 062

TO WHOMSOEVER IT MAY CONCERN

Hazrat Meeran Bheek 'IQRA' Inter College, Ambehta (Peer) District, Saharanpur is an institution which, within a short period of its existence, has acquired a reputation for good performance. It has been established by 'Iqra' Indian Educational Society (Regd.), Ambehta, District Saharanpur. I have no doubt that any assistance given to the Society will be well bestowed.

(SAIYID HAMID)

October 11, 2001

جامعہ ہمدرد کے chancellor سید حامد صاحب I.A.S اپنے تہنیتی پیغام میں تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت میراں بھیک اقراء انٹر کالج انبہٹہ نے اپنے قیام کے مختصر وقت میں اپنی اچھی کارکردگی کی وجہ سے بہت اچھی عزت حاصل کی ہے۔

یہ ادارہ اقراء انڈین ایجوکیشنل سوسائٹی کے تحت قصبہ انبہٹہ ضلع سہارنپور میں چل رہا ہے، مجھ کو کچھ شبہ نہیں کہ اس ادارہ کی مدد ایک اچھا عطیہ ہوگا۔

(سید حامد) 11 اکتوبر 2001

اپنے تہنیتی پیغام میں جناب نوید مسعود صاحب I.A.S فرماتے ہیں۔

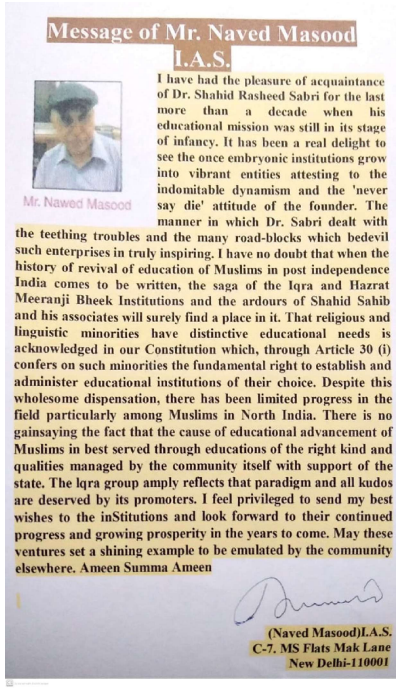

Message of Mr. Naved Masood I.A.S.

Mr. Nawed Masood

I have had the pleasure of acquaintance of Dr. Shahid Rasheed Sabri for the last more than a decade when his educational mission was still in its stage of infancy. It has been a real delight to see the once embryonic institutions grow into vibrant entities attesting to the indomitable dynamism and the 'never say die' attitude of the founder. The manner in which Dr. Sabri dealt with the teething troubles and the many road-blocks which bedevil such enterprises in truly inspiring. I have no doubt that when the history of revival of education of Muslims in post independence India comes to be written, the saga of the Iqra and Hazrat Meeranji Bheek Institutions and the ardours of Shahid Sahib and his associates will surely find a place in it. That religious and linguistic minorities have distinctive educational needs is acknowledged in our Constitution which, through Article 30 (i) confers on such minorities the fundamental right to establish and administer educational institutions of their choice. Despite this wholesome dispensation, there has been limited progress in the field particularly among Muslims in North India. There is no gainsaying the fact that the cause of educational advancement of Muslims in best served through educations of the right kind and qualities managed by the community itself with support of the state. The Iqra group amply reflects that paradigm and all kudos are deserved by its promoters. I feel privileged to send my best wishes to the inStitutions and look forward to their continued progress and growing prosperity in the years to come. May these ventures set a shining example to be emulated by the community elsewhere. Ameen Summa Ameen

(Naved Masood)I.A.S.
C-7. MS Flats Mak Lane
New Delhi-110001

قریب پچھلے دس سالوں سے مجھے ڈاکٹر شاہد صاحب سے واقفیت کی سعادت نصیب ہوئی جب کہ ان کا تعلیمی مشن ابھی اپنے بالکل شروعاتی دور میں تھا۔

جو ادارہ چند عرصہ پہلے محض ایک بیج کی حیثیت رکھتا تھا آج اس کو عظیم پھلدار شجر کی صورت میں دیکھنا میرے لیے بہت خوشی کا باعث ہے۔

یہ ترقی، بانی (founder)'' کی کبھی نہ ہار ماننے کا جزبہ''، مسلسل کوششوں اور بے باک شخصیت پر دلالت کرتی ہے جس طریقہ سے ڈاکٹر شاہد صاحب نے ان پریشانیوں رکاوٹوں اور دشواریوں کا مقابلہ کیا ہے، جو ایسے ادارے قائم کرنے میں پیش آتی ہیں وہ متأثر کن ہے۔

مجھے اس میں کوئی بھی شک نہیں کہ جب بھی آزاد ہندوستان میں مسلمانوں کی تعلیمی بیداری کی تاریخ لکھی

جائیگی تو اس میں اقراء انڈین ایجوکیشنل سوسائٹی کی داستاں اور ڈاکٹر شاہد صاحب کا ولولہ اور لگن بھی اس میں نمایا جگہ پائے گا مذہبی اور زبانی اقلیتوں کی کچھ خاص تعلیمی ضروریتیں ہیں ، جس کو ہمارے آئین کے آرٹیکل 30 میں تسلیم کیا گیا ہے۔

وہ اقلیتوں کو بنیادی حق فراہم کرتا ہے اپنی مرضی کے تعلیمی ادارے قائم کرنے کا اور ان کو چلانے کی اس قدر کھلی چھوٹ کے باوجود بھی اس میدان میں مسلمان ، خاص طور سے شمالی ہندوستان کا مسلمان بہت پچھڑا ہوا نظر آتا ہے۔

اس بات کو نکارہ نہیں جاسکتا کہ مسلمانوں کی تعلیمی ترقی سب سے بہترین طریقہ سے ان اداروں کے ذریعہ ہی ممکن ہے جو تعلیم کے اعتبار سے اور غیر معمولی ، انتظامات کے اعتبار سے بہترین ہوں اور ان کی قوم ہی

کے نمائندوں کے ذریعہ نگرانی ہو، جنہیں حکومت کی حمایت بھی حاصل ہو۔

اقراء انڈین ایجوکیشنل سوسائٹی ان سبھی معیاروں پر پورا اور کھرا اترتی ہے اور اس زبردست کارنامہ کا سہرا اس کے فروغ دینے والوں کو جاتا ہے۔

اور ایسے اداروں کو اپنی مبارک باد بھیجنا میرے لیے اعزاز کی بات ہے۔

اور میں امید کرتا ہوں کہ آنے والے سالوں میں اس ادارہ کی مسلسل ترقی ہوتی رہے اور خوشحالی میں مزید اضافہ ہوتا رہے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ یہ جرت مندانہ کوششیں معاشرہ میں سنہری مثال قائم کرے گی اور دیگر علاقوں میں بھی قوم میں ایسے ہی کارنامہ انجام پائیں گے، آمین ثم آمین۔

(نوید مسعود) I.A.S

میرے زیرنگرانی کھولے گئے ادارے

اللہ کا شکر واحسان ہے کہ اقراء انڈین ایجوکیشنل سوسائٹی 19-4-1994 کو وجود میں آئی۔

(۱) تنویر میوریل، اقراء پبلک اسکول ،جس کو 23-4-1995 کو منظوری ملی اور 4-6-1997 کو اقلیتی ادارہ بھی تسلیم کرلیا گیا۔

اس میں اردو، ہندی، انگریزی اور قرآن شریف کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔

(۲) حضرت میراں بھیک اقراء انٹر کالج جس کو آرٹ گروپ سے 12-12-2000 کو منظوری مل گئی اور 26-12-2001 میں سائنس گروپ سے منظوری مل گئی اور 24-1-1998 کو اقلیتی درجہ بھی مل گیا، کیونکہ 1997 میں حضرت میراں بھیک اقراء ہائی اسکول کو منظوری پہلے ہی مل چکی تھی ان اداروں میں اردو

کو ایک مضمون کا درجہ حاصل ہے۔

(۳) مدرسہ اقراء جامعۃ الاسلامیہ جس کو 12-3-2008 میں سرکاری منظوری بھی مل گئی جس میں اردو، ہندی انگریزی ، کے ساتھ قرآن شریف کی تعلیم بھی دی جاتی ہے اور نماز بمع لفظی ترجمہ یاد کرائی جاتی ہے۔

(۴) T.G.T.Degree College. 10-7-2014 کو اس کالج کو B.A اور 10-6-2015 کو B.Ed کی منظوری بھی مل گئی۔

(۵) 2003ء میں کالج کو مولانا آزاد اردو یونیورسٹی حیدرآباد جو کہ ایک مرکزی یونیورسٹی ہے اس کا Study Centre بھی قائم ہوگیا اس میں B.A.,B.Sc.M.A.English اور M.A.Islamic. Study کے کورسز پڑھائے

جاتے ہیں اور امتحان دلائے جاتے ہیں۔

(۶) T.G.T.College. کو 15 جولائی 2015ء میں اقلیتی ادارہ بھی تسلیم کرلیا گیا۔

سبھی ادارے اللہ کے فضل وکرم سے بڑی خیر وخوبی سے چل رہے ہیں۔

میری لکھی ہوئی کچھ کتابیں

(۱) Anatomy Guide رہبر تشریح الاعضاء

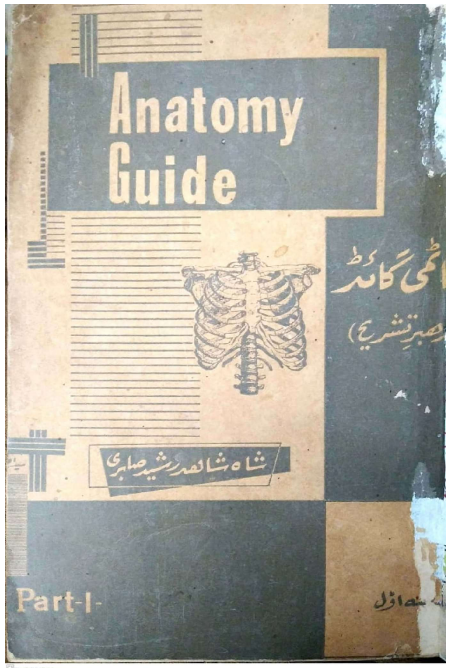

(۲) عبادت حقیقت کے آئینہ میں۔

اس کتاب میں نماز، روضہ، حج، زکوٰۃ، ذکر وغیرہ اور دوسری عبادات کے مقصد کو سمجھ کر پڑھنا لکھا گیا ہے نا کہ کچھ رٹے رٹائے الفاظ کو بار بار دہرانا۔

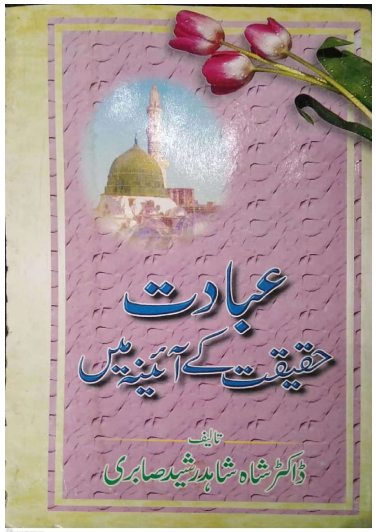

(۳) قرآن اور سائنس کی دنیا۔

اس کتاب میں سائنس کی کچھ نئی نئی تحقیقات جو قرآنی آیات سے میل کھاتی ہیں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔

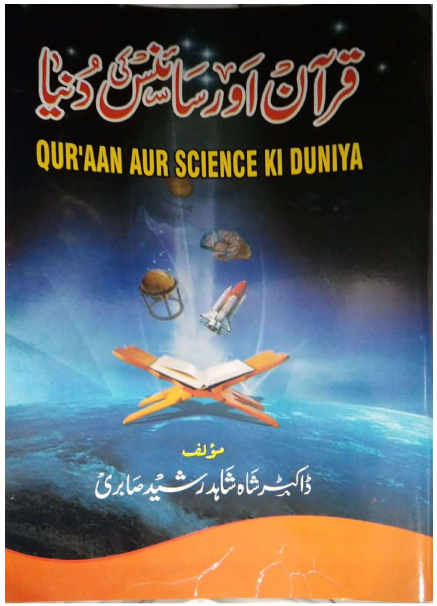

(۴) نماز اور اسلام کے کلمات لفظی ترجمہ کے ساتھ اردو اور ہندی میں لکھی گئی ہے۔

اس کتاب میں نماز میں پڑھی جانے والی کچھ خاص خاص سورتیں اور پوری نماز و کلمات اردو ترجمہ کے ساتھ لکھے گئے ہیں یہ کتاب بچوں کے لیے لکھی گئی ہے، جس سے بچے ابتداء سے ہی نماز کو اس کے مطلب و معانی کے

ساتھ پڑھیں نہ کہ کچھ رٹے رٹائے الفاظ پوری زندگی بھر دہراتے رہیں۔

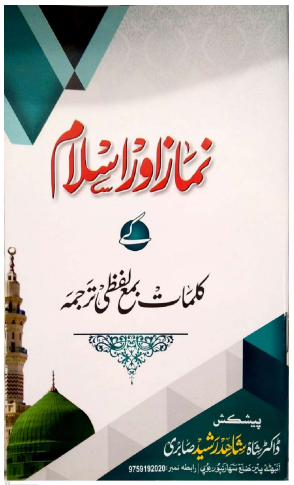

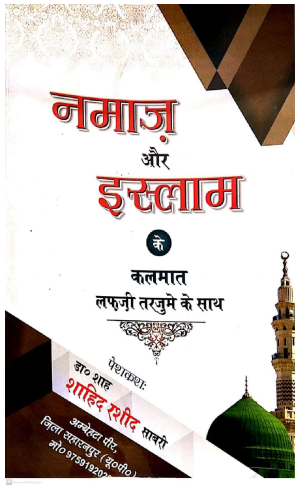

حج کا سفر

2019ء میں اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کو دیکھنے کی سعادت عطا فرمائی ،میرا چھوٹا بیٹا اسعد رشید میرے ساتھ حج پر گیا۔

12 جولائی کی شام انبہٹہ سے اپنی گاڑی سے دہلی کے لیے روانہ ہوئے میرے ساتھ میرا بڑا بیٹا سعد رشید اور اس کی زوجہ مریم سلمہا و بچے بھی ساتھ گئے رات میں اشوک وہار دہلی میں اپنی ہمشیرہ نسبتی محترمہ خوشنودہ صاحبہ کے یہاں قیام رہا مؤرخہ 13 جولائی صبح 6 بجے کی Flight سے جو مدینہ کے لیے تھی سوار ہوئے۔

حج پر جانے کی تیاری دو ماہ پہلے ہی سے شروع ہوگئی تھی اس تیاری میں میرے بیٹے سعد رشید اور بہو مریم سلمہا کا بہت بڑا ہاتھ رہا مریم سلمہا نے حج پر جانے کا سب سامان تیار کر کے پہلے ہی رکھ دیا تھا ہر چیز جو حج کے

سفر میں ضروری تھی وہ سب تیار تھیں تین تین جوڑے احرام کے بھی رکھ لیے تھے 13 جولائی کی صبح کو تین بجے ہم اندرا گاندھی Air port پہنچ گئے تھے۔

Air port پر کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں ہوئی صبح کا ناشتہ Air India کی طرف سے دیا گیا کاغذات کی جانچ پڑتال میں کوئی دقت نہیں ہوئی سامان کی تلاشی بھی نہیں لی گئی Air port پر ہی کرنسی تبدیل کرائی گئی۔

وچیئر کا انتظام ہوائی اڈے پر تھا مجھ کو اس میں بیٹھا کر آرام سے جہاز میں بیٹھا دیا گیا صبح چھ بجے ہمارے جہاز نے پرواز شروع کی اور تقریبا بھارتی وقت کے مطابق بارہ بجے ہم مدینہ Air port پر اتر گئے دوپہر کا کھانا جہاز کے اندر ہی دیدیا گیا تھا مدینہ پہنچ کر بھی کوئی پرشانی نہیں ہوئی اور کاغذات کی جانچ کے بعد وہیل چیئر کے ذریعہ بس میں بیٹھا دیا گیا وہاں پر بھی سامان کی کوئی

چیکنگ نہیں ہوئی۔

تقریبا ایک بجے ہم اپنے ہوٹل Diyar AL Bustan پہنچ گئے ہوٹل میں ہمارا کمرہ دوسو سات تھا کمرہ میں چار اور لوگ شامل تھے ہم کو ایک طرف دو بیڈ مل گئے تھوڑی دیر آرام کیا اور آرام کے بعد مسجد نبوی میں حضور ﷺ کے روضہ مبارک کی زیارت کو روانہ ہو گئے مسجد نبوی ہوٹل کے قریب ہی تھی گیٹ نمبر 39 سے ہم مسجد نبوی میں داخل ہو گئے وہاں پہنچ کر عجیب سا سکون محسوس ہوا اور ساری تکان اتر گئی۔

ماشاء اللہ وہاں پر بڑی رونق تھی وہاں پر جا کر دو رکعت تحیۃ المسجد، اور ظہر کی نماز پڑھی پھر روزۂ مبارک کی طرف روانہ ہو گئے۔

ریاض الجنہ میں ہمارا داخلہ بڑی آسانی سے ہو گیا ہم مغرب تک ریاض الجنہ میں ہی بیٹھے رہے اور ذکر و اذکار

کرتے رہے، عصر کی نماز بھی وہیں ادا کی کچھ کچھ دیر کے بعد وہاں سبھی کے لیے تازی کھجوریں اور کیک وغیرہ سے ضیافت ہوتی رہی مغرب کی نماز باہر ادا کی عشاء تک وہیں پر رہے اور عشاء کی نماز کے بعد ہم ہوٹل پر کھانا کھا کر اپنی قیام گاہ پر آ گئے۔

صبح تقریباً چار بجے اٹھ کر ہم مسجد نبوی میں پہنچ گئے اور تہجد و فجر کی نماز وہیں جا کر پڑھی اور اشراق کے بعد ہم ہوٹل پر ناشتہ کرنے کے بعد اپنی قیام گاہ پر واپس آ گئے۔

ناشتہ میں ایک بڑا سا تندوری پراٹھا اور بکرے کے پائے تھے اس کے بعد بارہ بجے تک اپنے کمرہ میں آرام کیا اور ظہر کی نماز مسجد نبوی میں ادا کی اس کے بعد ہم حضور ﷺ کے روضہ مبارک پر چلے گئے وہاں پر کافی بھیڑ تھی مگر وہیل چیئر والوں کے ساتھ خاص رعایت تھی وہیل چیئر ہم نے مدینہ میں ہی خرید لی تھی ہم کو بھیڑ سے

بچا کر حضور ﷺ کے ممبر کے قریب بیٹھا دیا اور ہم وہاں پر تلاوت قرآن پاک کرتے رہے اور جب ذرا چھیڑ ہوئی تو ہم کو روضہ مبارک پر پہنچا دیا۔

ہمارا قیام مدینہ میں 13 جولائی سے 27 جولائی تک رہا ان نو دنوں میں ہم کو پانچ دن ریاض الجنہ میں قرآن شریف پڑھنے کا اور حضور ﷺ کے روضہ کی زیارت کرنے کا موقع ملا۔

ایک روز جنت البقیع میں فاتحہ پڑھنے کا موقع بھی ملا اور حضرت علیؓ وحضرت ابوبکر صدیقؓ وحضرت عمرؓ کی رہائش گاہیں جو اب مسجدوں میں تبدیل ہو چکی ہیں زیارت کا موقع ملا ایک دن ہم مدینہ میں خاص خاص مقام پر زیارتوں کے لیے گئے احد پہاڑ پر بھی گئے اور وہاں کی مسجد میں ظہر کی نماز ادا کی اس کے علاوہ مسجد قبلتین میں جا کر نماز تحیۃ المسجد ادا کی اور کھجور مارکیٹ

وحضور ﷺ کے باغ تک جانے کا موقع ملا مگر وہ اس وقت بند تھا۔

مؤرخہ 26 جولائی کو ہم کو اگلے دن مکہ جانے کی اطلاع دیدی گئی ہم نے کھجور مارکیٹ سے کھجوریں خریدیں اور مریم سلمہا کے لیے ایک برقعہ و بچوں کے لیے کچھ سامان خریدا اگلے روز 27 جولائی کو ہم بذریعہ بس مکہ کے لیے روانہ ہو گئے اور ذوالحلیفہ مسجد میں حج اور عمرہ کی نیت کی اور احرام باندھا یہ مدینہ سے آنے والوں کے لیے میقات ہے، ظہر عصر، و مغرب کی نمازیں مختلف مقامات پر راستہ میں پڑھیں وہاں کے وقت کے مطابق تقریباً گیارہ بجے ہم مکہ پہنچ گئے اور اپنا سامان کمرہ میں رکھوا کر طواف زیارت کے لیے روانہ ہو گئے عزیزیہ میں ہوٹل نمبر 31 کمرہ نمبر 303 میں جو صرف دو ہی آدمیوں کے لیے تھا ٹھہرے کمرہ ماشاء اللہ بہت ہی عمدہ تھا ہر طرح

کے آرام وہاں پر موجود تھے بستر کمبل تکیہ وغیرہ سب نئے دیے گئے تھے پاس ہی بہت ہی صاف ستھرا Bath Room تھا اس میں Washing Machine بھی رکھی ہوئی تھی اگلے روز صبح کو ناشتہ کے بعد بارہ بجے تک آرام کیا اور پھر طواف کے لیے مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور ظہر وعصر، مغرب وعشاء کی نمازیں وہیں پر ادا کی عشاء کی نماز کے بعد پھر طواف کیا اور کمرہ پر لوٹ آئے اسعد سلمہ وہیں پر ایک ہوٹل سے کھانا لے آئے کھانا کھا کر ہم لوگ سو گئے اگلے روز پھر بارہ بجے مکہ مکرمہ پہنچ گئے عشاء تک سب نمازیں پڑھیں اور کمرہ پر واپس آ گئے 7 اگست تک ہمارا یہی سلسلہ چلتا رہا۔

8 اگست کو ہم منیٰ چلے گئے اور سبھی نمازیں منیٰ میں ہی ادا کیں وہیں پر رات کو آرام کیا۔

9 ذی الحجہ کو ہم بذریعہ Metro Train عرفات

میں پہنچ گئے اس روز بہت گرمی تھی اور Temperature 45 Degree centigrade تھا ایک دن پہلے ہی سے یہ اعلان ہو رہا تھا کہ گرمی شدید تر ہے سبھی لوگ اپنے ساتھ پانی اور گیلے تولیہ کو رکھیں۔

مگر جو خیمہ ہم کو ملا تھا اس میں A.C لگا ہوا تھا اور A.C کے سامنے ہی ہمکو جگہ مل گئی تھی۔

اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ نماز اور خطبہ سے پہلے بہت زوردار بارش شروع ہوگئی اور خیموں میں بھی پانی بھر گیا فکر اب مزدلفہ کا تھا چونکہ وہاں پر کھلا میدان ہوتا ہے فکر یہ تھی کہ اس بارش میں وہاں قیام کیسے ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا بارش مغرب سے پہلے ہی رک گئی اور ایسا ہو گیا جیسے بارش ہوئی ہی نہیں کپڑے وغیرہ سب سوکھ گئے۔

غروب آفتاب کے بعد ہم Metro Train کے ذریعہ مزدلفہ پہنچ گئے اور مغرب وعشاء کی نمازیں ہم نے مزدلفہ میں ادا کیں رات ذکر واذکار میں گزاری اور صبح کی نماز پڑھ کر ٹرین کے ذریعہ ہی رمی جمار کے لیے پہنچ گئے سورج نکلنے کے بعد ہم نے بآسانی شیطان عقبہ کو کنکریاں ماریں جس کو رمی کہتے ہیں کنکریاں اسعد سلمہ نے مزدلفہ ہی سے اکھٹی کر لی تھیں رمی کے بعد ہم ہوٹل میں اپنے کمرہ پر آگئے تقریباً دو بجے S.M.S کے ذریعہ ہم کو اطلاع ملی کہ آپ کی قربانی ہوگئی اس کے بعد ہم نے بال منڈوائے اور خوشبو لگا کر طواف الوداع کے بعد منیٰ روانہ ہوگئے اور رات منٰی میں گزاری اور صبح کو سورج نکلنے کے بعد منیٰ سے رمی جمار کے لیے نکل گئے۔

پہلے جمرۃ اولی پر سات کنکریاں ماریں پھر جمرۃ الوسطی پر کنکریاں ماریں اور اس کے بعد جمرۃ العقبہ پر سات

سات کنکریاں ماریں میری طرف سے کنکریاں اسعد سلمہ نے ماریں کیونکہ بھیڑ بے انتہا تھی وہیل چیئر (Wheel Chair) کا اندر جانا ناممکن تھا رمی جمار کے بعد ہم اپنے کمرہ واپس آگئے یہ 11 ذی الحجہ تھی کمرہ پر آرام کیا صبح تک اگلے روز طواف کے لیے مکہ مکرمہ میں بھی جانا نہیں ہوا اور ہوٹل میں ہی موجود مسجد میں تمام نمازیں ادا کیں۔

مؤرخہ 15 اگست کو عمرہ پر جانے کا ارادہ کیا اور ٹیکسی کے ذریعہ مسجد عائشہؓ جا کر دو رکعت نماز پڑھی احرام باندھا اور کعبہ شریف آ کر طواف کیا اور صفا مروہ کے سات چکر لگائے پہلا چکر صفا سے شروع ہوا اور ساتواں چکر مروہ پر پورا ہوا اور پھر سر منڈوایا۔

اس کے بعد مکہ ٹاور کے ایک ہوٹل میں کھانا کھایا اور پھر اپنی رہائش گاہ پر واپس چلے گئے اس دن رات کو طواف کرنے کے لیے بھی نہیں گئے اس طرح باقی دنوں

میں ہم رات کو طواف کرنے جاتے کبھی عشاء کے بعد واپس آتے کبھی تہجد پڑھ کر واپس آتے اس بیچ ہم نے ایک عمرہ اور کیا ایک روز بازار جا کر کچھ سامان خریدا ایک روز ہم زیارتوں کے لیے بھی گئے مسجد نمرہ کے برآمدہ میں نماز ادا کی کیونکہ حج کے بعد یہ مسجد بند کر دی جاتی ہے غار حرا اور جبل رحمت پر بھی جانا ہوا 25 اگست تک روزانہ کچھ دنوں کو چھوڑ کر باقی دنوں میں طواف کا سلسلہ چلتا رہا 25 اگست کو ہمنے اپنا سامان باندھا اور 26 اگست کی رات کو جدہ سے ہم Air India سے دہلی کے لیے روانہ ہو گئے جدہ میں Flight میں دیری ہوئی اور تقریباً 12 بجے ہم جہاز میں بیٹھے 27 اگست کو ہم صبح 6 بجے دہلی پہنچ گئے وہاں سے زمزم لیا سعد رشید سلمہ وہاں پر پہلے ہی سے موجود تھے سامان کی چیکنگ میں کچھ دیری ہوئی تقریباً دس بجے ہوائی اڈے سے باہر آئے اور اپنی گاڑی

میں بیٹھ گئے اور تقریباً شام چار بجے ہم انبہٹہ پہنچ گئے۔

اسعد سلمہ کی وجہ سے پورا سفر حج بہت آرام سے گزرا کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں ہوئی، اس نے میری خدمت میں کوئی کسر نہیں کی، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کا بے انتہا اجر دے، آمین

میرا پیغام قوم کے نام

میری پوری زندگی قوم کی تعلیمی ترقی کے لیے گزری مگر قوم کی طرف سے بہت تھوڑا ردعمل موصول ہوا میں نے مسلمانوں کی پسماندگی کو دور کرنے کے لیے بے انتہا کوشش کی مگر یہ سوئی ہوئی قوم بیدار نہ ہو سکی۔

میں لوگوں کے گھر گھر گیا دیہات میں صبح ہی موٹر سائیکل نکال کر نکل جایا کرتا تھا اور لوگوں کو اکھٹا کر کے تعلیم کی طرف توجہ دلاتا تھا۔

اپنے قصبہ میں مغرب کے بعد مسجدوں میں جا کر تعلیم

کی اہمیت بتاتا مگر یہ قوم کی سمجھ میں نہیں آیا۔

قوموں کی ترقی تعلیم کے اوپر منحصر ہے مگر میری اس تحریک کو لوگ منفی انداز میں لیتے رہے۔

کچھ لوگوں کے خیال میں، میں صرف اپنی پریکٹس چلانے کو یہ سب کر رہا ہوں اور کچھ لوگوں کے خیال میں، میں سیاست میں آنے کی راہ ہموار کر رہا ہوں، کچھ کا خیال تھا کہ میں مالی فائدہ اٹھانے کے لیے یہ سب کر رہا ہوں۔

لوگوں پر مثبت اثر ہونے کی بجائے منفی اثرات پیدا ہوتے رہے۔

اور لوگ ساتھ دینے کی بجائے میرے راستہ میں رکاوٹیں کھڑی کرتے رہے، لوگوں کا خیال تھا کہ یہ اپنے ادارے چلانے کے لیے سب کچھ کر رہے ہیں، حتی کہ قوم نے اپنے بچے بھی بھیجنے گوارہ نہ کیے مگر میری کوششیں

لگاتار چلتی رہیں، میرے کارواں کو میرِ کارواں ملتے گئے اور میرا یہ کارواں خدا کے فضل وکرم سے آگے بڑھتا گیا مندرجہ شعر میری کوششوں پر صادق آتا ہے۔

میری نماز جنازہ پڑھی ہے غیروں نے
ہم مرے تھے جن کے لیے وہ رہے وضو کرتے

آج میں دیکھتا ہوں کہ میں پہلی کلاس سے ڈگری کالج تک ادارے چلا رہا ہوں اس کو اقلیتی کردار کا Certificate بھی بڑی کوششوں سے حاصل کر لیا مگر میرے یہاں B.Ed میں دس فی صد بچے مسلم اور نوے فی صد بچے غیر مسلم کے تعلیم پا رہے ہیں اور یہی حال B.A کا ہے۔

چھوٹی کلاسوں میں بھی خاطر خواہ تعداد مسلمان بچوں کی نہیں ہے۔

مگر میں اپنی کوشش مسلسل کرتا رہوں گا کہ شاید اس

قوم کو ہوش آجائے اور نیند سے بیدار ہو جائے ،اوران کو پروان چڑھتے ہوئے اپنے ادارے یاد آجائیں۔

دل ناامید تو نہیں ناکام ہی تو ہے
لمبی ہے غم کی شام مگر شام ہی تو ہے
فیض احمد فیض

میں یہ امید کرتا ہوں کہ جس خواب غفلت میں یہ قوم ہے اس سے ایک دن ضرور بیدار ہوگی۔

اگر ہم نے اس کے لیے جدوجہد نہ کی تو اس سے بھی برے دن آنے والے ہیں جن سے ہم گذر رہے ہیں۔

میں اہل اقتدار اور اہل سیاست سے التجا کرتا ہوں کہ وہ خدا کے واسطے اس الیکشنی سیاست کو چھوڑ دیں اور قوم کو تعلیم وتعمیر پر لگا دیں۔

کیونکہ آج آپ جہاں پر ہیں اس مقام پر آپ کو پہنچانے میں اس پسماندہ قوم کا ہی ہاتھ ہے۔

اے خدا کے بندوں اس طرف توجہ دو ورنہ ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ آپ کو دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دیا جائے گا اور اس کے آثار آپ دیکھ بھی رہے ہیں،سب کام چھوڑ کر قوم کی تعلیم کی ترقی کی طرف توجہ کرو یہ اندھیری رات آپ کی کوششوں سے ضرور صبح دیکھے گی۔

معذرت کے ساتھ میں اس شعر میں ترمیم کر رہا ہوں

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندوستاں کے مسلمانوں
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں
اقبال

اے لیڈران قوم : اللہ کے لیے ہوش میں آجایئے اپنی گہری نیند سے بیدار ہو جایئے ،ورنہ تاریخ تم کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔

آج ہی تبلیغی جماعت کی طرح اپنے اپنے علاقوں میں پھیل جایئے اور قوم کو جگایئے اور قوم کو تعلیم کی طرف

رغبت دلائیے۔

اگر آپنے کچھ سال سیاست کو چھوڑ کر یہ کام کرلیا تو یہ قوم اس قابل ہوجائیگی کہ عزت کے سات سر اٹھا کر جی سکے قوم کے لیے سب راستے بند ہو چکے ہیں۔

ترقی کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے تعلیم اور صرف تعلیم۔

نہیں نگاہ میری منزل تو جستجو ہی صحیح
نہیں وصال میسر تو آرزو ہی صحیح

فیض احمد فیض

یہ آپ کی خلوص نیت کے ساتھ کوششیں رنگ لائیں گی اگر ایک نسل نے یہ کوشش کرلی تو آنے والی نسلیں آپ کی کوششوں سے اچھے مستقبل کی طرف گامزن ہو جائیں گی اور آپ کی کوششیں رائے گا نہیں جائیں گی اور آپ کی قربانی قوم ہمیشہ یاد رکھے گی اور آپ کا نام تاریخ

میں سنہرے الفاظ میں لکھا جائیگا۔

اگر آپ آج قوم کی ترقی کی طرف توجہ دیں گے تو منزل آج نہیں تو کل ضرور میسر آجائے گی، مکان بنانے کے لیے کچھ اینٹوں کو زمین میں دفن ہونا پڑتا ہے تب جا کر ایک شاندار عمارت تیار ہوتی ہے، اب آپ بنیاد کی اینٹیں بننے کو تیار ہوجایئے مستقبل میں آپ کی نسلیں خوش حال تعلیم یافتہ قوم بن کر تیار ہوجائیگی آنے والی نسلیں آپ پر فخر کریں گی آپ ہر گاؤں میں چھوٹے اسکول اور مدرسے کھولیں جن میں دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم کا بھی بہترین انتظام کریں ان اسکول اور مدرسوں سے ایک پودھ تیار ہوجائیگی جن کو آپ اعلی تعلیم کے لیے تیار کردیں گے۔

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہین ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر

اقبال

بس مجھ کو یہی کچھ الفاظ آپ کے سامنے پیش کرنے تھے شاید کہ آپ ان سے استفادہ اٹھا سکیں۔

میری شادی کی تقریب کی ایک یادگار تصویر 16 اکتوبر 1982ء

سرپرستان ادارہ

جناب سراج حسین صاحب I.A.S

جناب نوید مسعود صاحب I.A.S

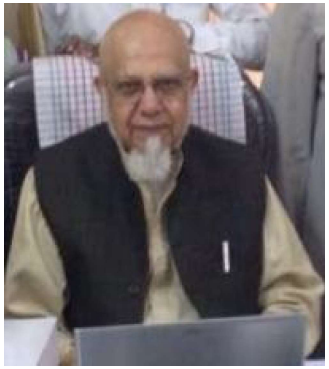

محترم جناب عبداللہ غازی صاحبؒ (مرحوم)

جناب شاہد صدیقی صاحب ایڈیٹر نئی دنیا

ادارے کی انتظامیہ کمیٹی

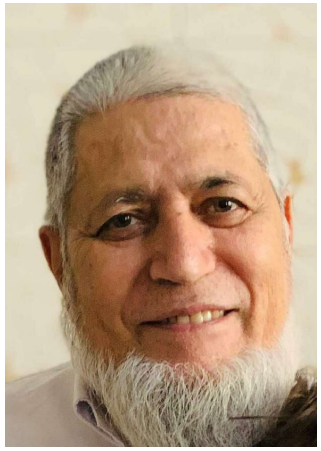

اداروں کے بانی اور چیئر مین ڈاکٹر شاہ شاہد رشید صابری

نائب صدر جناب سعد وسیم صاحب

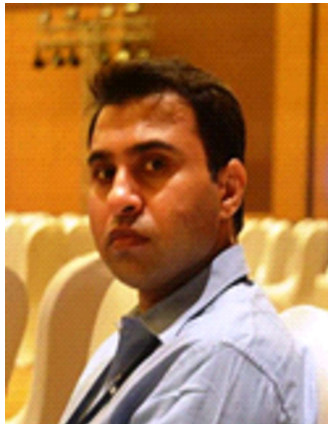

نائب صدر جناب محمد عاطف علوی صاحب

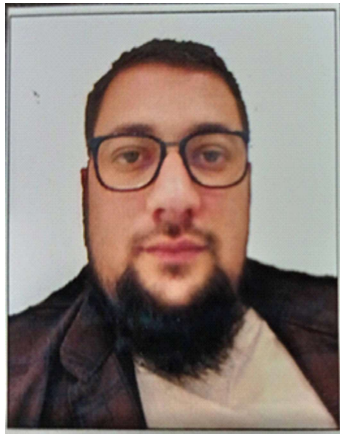

شاہ سعد رشید مینجنگ ڈاریکٹر ٹی جی ٹی کالج

شاہ اسعد رشید ڈاریکٹر ٹی جی ٹی کالج

ٹی جی ٹی کالج آف ایجوکیشن (ڈگری کالج)

صدر دروازہ حضرت میراں بھیک اقراء انٹر کالج

مولانا وحید الدین خان صاحب اور اسٹاف ممبر کے ساتھ کالج کے سامنے

ڈاکٹر شاہ شاہد رشید صابری تنویر میموریل اسکول کے بچوں کو وظیفہ کا چیک دیتے ہوئے

حضرت میراں بھیک اقراء انٹر کالج کے طلبہ ایک تقریب میں شرکت کرتے ہوئے

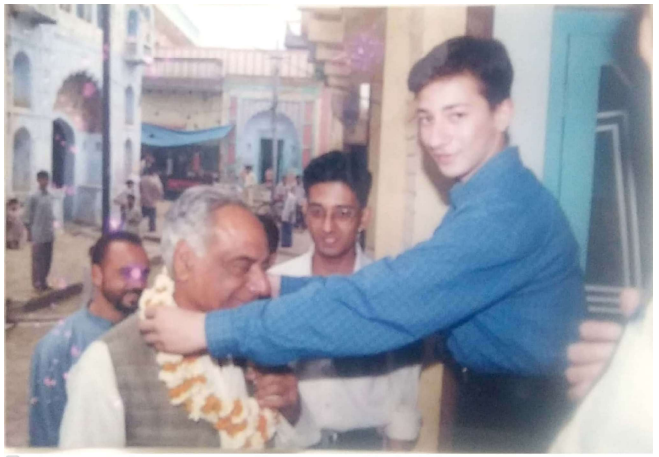

2001 میں شاہ سعد رشید منصور علی صاحب کا استقبال کرتے ہوئے

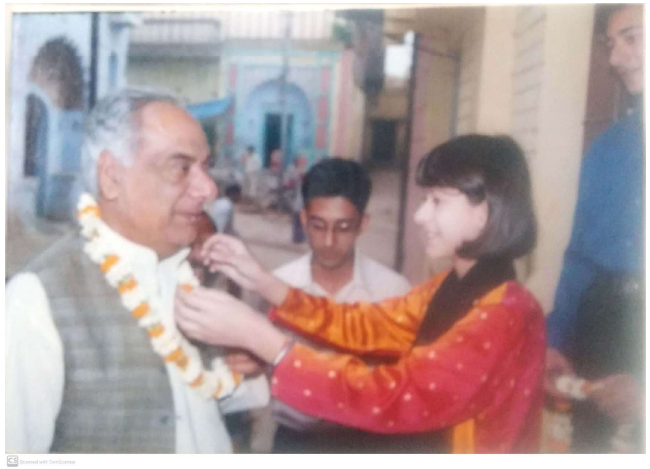

2001 میں شاہ سعد یہ رشید منصور علی صاحب کا استقبال کرتے ہوئے

شاہ سعد رشید کی شادی کا ایک یادگار فوٹو

شاہ سعد رشید کی شادی کا ایک یادگار فوٹو

میری نواسی حمیرہ سعد

میرے نواسے شایان اور دانیال

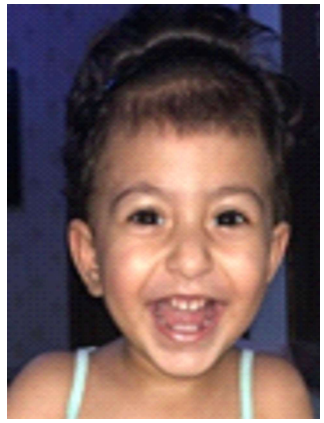

میری نواسی ہانیہ عاطف

میرا نواسہ اطیب علوی

میرا بیٹا سعد رشید اپنی بیٹیوں عنایت رشید اور لاریب رشید کے ساتھ

سفر حج کی کچھ تصاویر مدینہ میں

حضور ﷺ کے ممبر کے پاس کھڑے ہوئے

مسجد نبوی ﷺ کے صحن میں بیٹھے ہوئے

حضور ﷺ کے روضہ مبارک کے باہر باب السلام کے سامنے نماز ادا کرتے ہوئے

حضور ﷺ کے ممبر کے پاس

مسجد نبوی ﷺ کے صحن میں

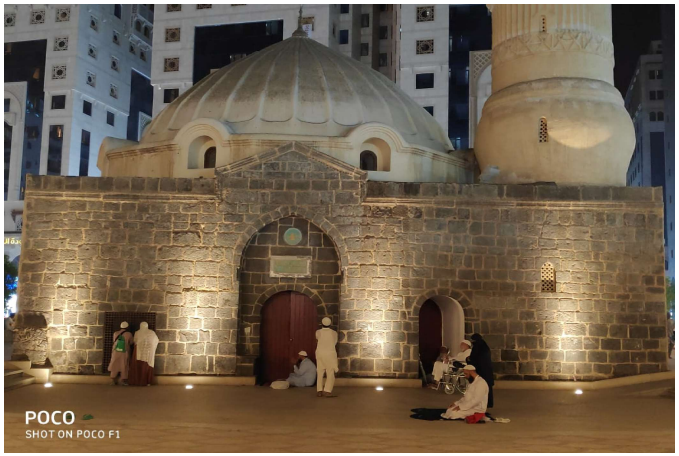

مسجد علیؓ کے سامنے کا لیا ہوا فوٹو

مکہ معظمہ کی کچھ یادگار تصاویر

مطاف میں

بیت اللہ شریف میں پہلی منزل سے لیا گیا فوٹو

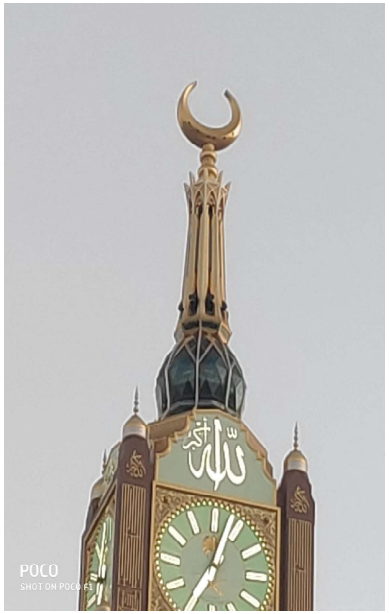

مکہ ٹاور

بیت اللہ شریف کے دروازہ کے باہر کا منظر

حج کے بعد کا فوٹو

شاہ اسعد رشید مکہ کے باہر ایک ہوٹل میں